رسالہ النجم لکھنؤ

نمبر | صفر سنہ ۱۳۳۰ | ۱۱ فروری سنہ ۱۹۱۲ء | جلد ۴

فہرست مضامین

باہتمام محمد عبد الشکور مدیر النجم نے مطبع عمدۃ المطابع واقع لکھنؤ امین آباد میں طبع کرا کر

قواعد رسالۂ النجم

(۱) یہ رسالہ مہینہ مین دوبار یعنی ہر ہجری مہینے کی ۷ و ۲۱ تاریخ کو انشاء اللہ تعالی شائع ہوا کریگا۔

(۲) رسالہ کا خالص حجم علاوہ اشتہارات وغیرہ کے عموماً ۲۴ صفحہ کا ہوگا اور بعند الضرورۃ اس سے زیادہ بھی ہوسکیگا۔

(۳) عام چندہ موافق ذیل کے ہوگا اور خاص طور پر جس کو جو توفیق ہو۔

سالانہ	ے؍
ششماہی	؏
سہ ماہی	عہ؍

ممالک غیر سے صرف بقدر زیادتی محصول ڈاک اضافہ کرلیا جائیگا۔

(۴) چندہ بہرحال پیشگی لیا جائیگا۔

(۵) رسالہ کا آغاز سال ماہ محرم سے ہوگا۔

(۶) جو اصحاب درمیان سال مین خریداری کرینگے اگر نصف سال نہوا ہوگا تو انکی خدمت مین محرم سے اُسوقت تک کے کل رسائل بھیجکر شروع سال سے انکو خریدار سمجھا جائیگا اور بعد نصف سال کے انکو اختیار ہوگا چاہے شروع سال سے اپنی خریداری قائم کرائین اور چاہے صرف بقیہ دنون کی قیمت موافق نقشہ قیمت النجم کے بھیجدین۔

(۷) جو صاحب مستقل خریدار النجم کے دین انکو اختیار ہوگا چاہین ایکسال کے لیے اپنے نام رسالہ جاری کرالین چاہے ۳ روپیہ قیمت کی کتاب دفتر النجم سے لیلین۔

(۸) قدیم خریداران النجم کو ہرسال ایک کتاب ؎ روپیہ قیمت کی انعام مین دیجائیگی۔

مقاصد رسالۂ النجم

النجم کا اصلی مقصد حمایت اسلام و نصیحت مسلمین ہی مسلمانونکے عقائد و خیالات خصائل و عادات عبادات و معاملات کی اصلاح اور اتباع شریعت حقہ محمدیہ (علے صاحبہا الصلوۃ والسلام) کی ترغیب اور مخالفت شریعت سے حتی الامکان بچانا۔

ان پاکیزہ مقاصد کے حاصل کرنیکے لیے حسب ذیل عنوانات اختیار کیے گئے ہین

(۱) زہد و رقائق جسکو دوسرے الفاظ مین مضامین تصوف کہہ لیا جائے اس ذیل مین انشاء اللہ تعالی بہت سے عبرت انگیز واقعات بزرگان دین کے اور بہت سے مفید و مؤثر نصائح و حالات ہدیہ ناظرین ہونگے۔

(۲) اہل علم کی مراسلت جو خاص مذہبی ضروری مسائل سے متعلق ہو۔

(۳) غیر مذہب کے اندرونی و بیرونی حملون سے اسلام کی حفاظت اور اسلام کی حقیت کا تمام مذاہب پر اظہار۔

(۴) ہر پرچہ مین کچھ حصہ چیدہ چیدہ اسلامی خبرونکا بھی ہوگا۔ خبرین جہانتک ممکن ہوگا کامل تحقیقات کے بعد لکھی جائینگی۔

(۵) ہرسال جو کتاب انعام مین تجویز کیجائیگی وہ انشاء اللہ تعالے بیشتر واکثر سلف صالحین مین سے کسی کی مستند و مفید تصنیف کا ترجمہ ہوگی۔

نرخنامہ طبع اشتہار و مضامین خاص

تعداد	ماہوار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
نصف کالم	۸	۱۸	للعہ	للعہ
ایک کالم	۱۲	للعہ	عہ	للعہ
پورا صفحہ	۱۲	عہ	۱۶	للعہ

اتفاقی اشتہار فی سطر کالم ۴ اجرت ضمیمہ فیصدی ۸ بشرطیکہ قواعد ڈاکخانہ کے خلاف نہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

النجم- لکھنؤ- یوم یکشنبہ

۲۱- صفر ۱۳۳۰ ہجری

معروضاتِ خاص

النجم کے سالانہ چندہ کے ویلیوون کی وصولی واپسی کی فہرست گذشتہ نمبر مین شائع ہوچکی ہی اور دوسری آج شائع ہورہی ہی- دیکھیے آخر تک وصولی کی کیا تعداد رہتی ہی اور واپسی کس حد پر جا کر رُکتی ہی-

متواتر اعلانات کے بعد (کہ جو صاحب وی پی لینے کا ارادہ نہ رکھتے ہون وہ پہلے ہی سے امتناعی کارڈ بھیجدین) جن صاحبون کا امتناعی کارڈ نہ آیا انھین کے نام ویلیو بھیجے گئے تھے- پھر بھی واپسی کی نوبت آئی اور اس قدر آئی-

خاص شہر لکھنؤ مین النجم کی اشاعت بہت ہی قلیل ہی- جو کچھ اشاعت ہی وہ شہر سے باہر ہی- لکھنؤ مین سنیون کی تعداد کم نہین ہی- مگر "نزدیکان بے بصر دور و دُوران باخبر در حضور" کا مضمون ہے-

النجم کے باقی رکھنے کی یہ آخری کوشش تھی جو مین نے کی- مگر اب انصاف کرنا چاہیے کہ اس قدر واپسی کے بعد کیا انتظام درست ہوسکتا ہی اور اس نادرستی انتظام کا الزام کس حد تک مجھپر آسکتا ہی؟ باانیہمہ انشاءاللہ تعالی حتی الامکان النجم کے جاری رکھنے اور باقاعدہ جاری رکھنے کی کوشش کیجائیگی-

اب وقت آگیا ہی کہ جن حضرات کو النجم سے ہمدردی ہی- اُنکی خدمت مین عرض کیا جائے کہ ایک مرتبہ اور ایک پُرزور کوشش النجم کی توسیع اشاعت کی کیجیے- اور اپنے دینی صحیفے کے ابقا کا ثواب حاصل کیجیے- واللہ المستعان-

بعض احباب کی خواہش ہی کہ النجم پھر ہفتہ وار کردیا جائے- لیکن جب تک اشاعت کافی نہ ہو اسکی تعمیل نہین کیجا سکتی-

ہان بعض اصحاب کی یہ راے کہ "تنقید استبصار کے بجاے ۴ صفحے کے ۸ صفحے کردیے جائین تاکہ سال تمام تک ایک جلد استبصار کی ختم ہوجائے" قابل قبول ہی- لیکن اسپر بھی بالفعل بوجہ قلت اشاعت

کے عمل دشوار ہے -

مجھے امید ہو کہ واپسی کی فہرست دیکھکر بہی خواہان النجم کو ضرور صدمہ ہوگا - اور وہ اس کی تلافی کی فکر کرین گے -

بحث نسخ جو گذشتہ نمبر مین شائع ہوئی تھی ابھی ناتمام ہو - آیندہ نمبر مین انشاء اللہ تعالی کامل کردیجائیگی

زہد و رقائق

نمبر ۶

(۱۱) حضرت والد مرحوم فرماتے تھے کہ میان صاحب (یعنی حضرت مولنا سید محمد عبد السلام صاحب) کو جو شخص دیکھ لیتا اُسکو آخرت کی یاد تازہ ہوجاتی -

اور وہ مشاہدہ کرلیتا کہ کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل (یعنی دنیا مین اس طرح رہو کہ گویا تم پردیسی مسافر ہو بلکہ اس طرح کہ گویا تم راستہ راستہ چلے جاتے ہو) پر عمل کرکے اس طرح کی بے غل و غش زندگی حاصل ہوسکتی تھی - میان صاحب کی حالت بالکل اس حدیث شریف کے مطابق تھی ہرگز انکی دلبستگی دنیا کے کسی کام مین دیکھی نہین گئی - اپنے اہل و عیال سے بہت الفت و محبت رکھتے تھے - انکی راحت رسانی انکی ضروریات کی ترتیب کا بہت خیال فرماتے تھے - لیکن ان کے طرز عمل سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ان کامون کو اس طرح کرتے ہین جیسے کوئی شخص کسی کے کہنے سے کوئی کام کرے -

(۱۲) فرماتے تھے کہ رضا بالقضا کی ایک خاص صفت انمین تھی - اور اُنکی صفت کا عکس انکے بعض مریدون پر پڑگیا تھا

چنانچہ ایک انگریزی عہدہ داران کے مخلصین مین سے تھے - کسی سبب سے انکا تنزل ہوگیا - اور سخت تنزل ہوگیا - مین نے بطور تعزیت انکو ایک خط لکھا جس کے جواب مین انھون نے یہ شعر مجھے لکھ بھیجا کہ

سرنوشت من بدستِ خود نوشت
خوشنویس ست و نخواہد بد نوشت

(۱۳) فرماتے تھے کہ میان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نماز کا بڑا اہتمام رکھتے تھے - ہر وقت کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد مین پڑھتے تھے - دولتخانہ سے قریب دو مسجدین تھین - دو وقت کی نماز ایک مسجد مین اور تین وقت کی دوسری مین پڑھنے کا التزام تھا جمعہ کی نماز ایک تیسری مسجد مین پڑھنے جاتے تھے -

(۱۴) فرماتے تھے کہ ہر سال رمضان کے عشرۂ اخیرہ مین اعتکاف فرماتے تھے - جو سال ان کی عمر گرامی کا آخری سال تھا اس سال بھی باوجود

ناسازی طبیعت کے اعتکاف فوت نہین ہوا۔

(۱۵) فرماتے تھے کہ ہسوہ اور اُسکے قرب و جوار مین جس قدر دینداری کا چرچا ہی سب انھین کے برکت اور سعی مشکور کا نتیجہ ہی۔ صدہا بدعات قبیحہ جو یہان رائج تھین۔ سب انھین کی قلع قمع کی ہوئی ہین ایک زمانہ وہ بھی ہوا ہی کہ لوگون نے ان کو وہابی مشہور کیا تھا۔

(۱۶) خلیفہ واحد علی صاحب مرحوم ہسوی ضلع فتحپور خاص ایک شاہ صاحب کا واقعہ اس ناچیز سے نقل کرتے ہین کہ اُنھون نے میان صاحب کی دعوت کی۔ اور کھانا کھلانے کے بعد ایک تلوار گھر سے نکال لائے۔ اور کہنے لگے کہ مولوی عبدالسلام صاحب دیکھو یہ تلوار کیسی ہی۔ میان صاحب نے اُسکو لیکر الٹ پلٹ کر دیکھا اور فرمایا اچھی ہی۔ شاہ صاحب مذکور نے کہا "اسکا نام بھی جانتے ہو؟ اسکا نام "خنجر وہابی کُش" ہی۔ بہت سے وہابیون کا خون پی چکی ہی"۔ میان صاحب اس کلمہ کو سنکر حسب عادت مسکرائے اور کچھ نہ بولے۔

(۱۷) حضرت والد مرحوم فرماتے تھے کہ کبھی کسی کی بُرائی غیبت ان کی زبان سے نہین سنی گئی نہ میرے سامنے کسی اور نے انکی مجلس مین ایسا کوئی تذکرہ کیا۔

(۱۸) فرماتے تھے کہ ستاریت اِس قدر مزاج عالی مین تھی کہ بعض لوگون کے معائب انھین معلوم ہوتے تھے۔ اور کبھی ان کے اظہار کی کوئی دنیاوی ضرورت داعی بھی ہوتی تھی۔ مگر پھر بھی ان کی زبان پر نہ آتے تھے

(۱۹) فرماتے تھے کہ اہل احتیاج کی حاجت براری مین انکو بہت دلچسپی تھی۔ کوئی شخص کسی قسم کا سفارشی رقعہ ان سے جسکے نام چاہتا۔ لکھوا لیتا۔ کبھی عذر نہ کرتے۔ یہ نہ خیال فرماتے کہ میری بات رائگان ہو جائے گی۔

ایک شخص نے صاحب کلکٹر فتحپور کے نام اپنی ملازمت کے لیے ان سے رقعہ لکھوانا چاہا۔ آپ نے پہلے تو کچھ عذر کیا مگر جب اُس نے زیادہ اصرار کیا تو لکھدیا۔ اس رقعہ کو دیکھکر صاحب کلکٹر کو ان سے ملنے کی تمنا ہوئی۔ چنانچہ مین خود اُنکو ملنے کیلیے لے گیا۔ اسوقت کلکٹر صاحب کے ساتھ ایک کُتا بھی تھا۔ میان صاحب نے اس کتے کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا یہ آپ کے مذہب مین پاک ہی۔؟ کلکٹر صاحب نے کہا کہ نہ پاک ہی نہ ناپاک۔ میان صاحب مسکرائے اور فرمایا کہ آپ سا عاقل شخص ایسی بات کہے اور یہ کہکر چپ ہو رہے صاحب کلکٹر سے بھی وہ اسی طرح ملے جطرح اور ونسے ملتے تھے

(۲۰) فرماتے تھے کہ غصہ بہت کم آتا تھا اور جب آتا تھا تو کسی دینی سبب سے۔ سخت سے سخت لفظ اپنے کانون سے سُن لیتے تھے۔ مگر چہرہ مبارک پر اصلا تغیر محسوس نہ ہوتا تھا۔

فتحپور کے ایک شاہ صاحب (جنکا ذکر اوپر ہوا) کے داماد کسی ضرورت سے حاضر خدمت ہوے ٹوپی جو اُن کے سر پر تھی۔ کلابتون کے کام مین غرق تھی۔ میان صاحب نے فرمایا کہ یہ ٹوپی نہ پہننا چاہیے اسکو سُن کر شاہ صاحب کے داماد نے نہایت سخت اور افروختہ لہجہ مین کہا "آپ کو کچھ معلوم بھی ہے۔ حضرت غوث پاک کے تاج مین نو لاکھ اشرفیان لگی ہوئی تھین"۔ میان صاحب یہ جاہلانہ جواب سُن کر متبسم ہوے اور کچھ نہ فرمایا۔ مگر جناب مولوی سکندر علیخان صاحب خالص پوری مرحوم اسوقت میان صاحب کے لیے کوئی شربت بنا رہے تھے ان سے یہ گستاخانہ کلمہ سنکر نہ رہا گیا۔ اور بیخودانہ طور پر وہ کفگیر ہاتھ مین لیے ہوے باہر نکل آئے میان صاحب نے خود بہ نفس نفیس مدافعت فرمائی اور فرمایا کہ پٹھان کو غصہ آگیا۔ بھائی کو غصہ آگیا یہ کلمہ کئی بار فرمایا۔ اُسوقت تو وہ بات رفع دفع ہو گئی۔ لیکن بعد اسکے کئی روز تک تعلیماً اظہار ناراضمندی کے لیے مولوی سکندر علیخانصاحب سے کلام نہین فرمایا۔

(۲۱) فرماتے تھے کہ جہان تک ممکن ہوتا خود بہ نفس نفیس امامت نماز نہ کرتے۔ ایک مرتبہ نماز عصر کا وقت تھا۔ شاہ نجم الدین صاحب (جو میان صاحب کے خلفا مین سے ہین۔ اور فتحپور مین رونق افروز ہین) سامنے تھے۔ انھین کو امامت کے لیے آگے کر دیا۔ وہ تکبیر تحریمہ کے بعد ایسے مستغرق ہوے کہ کسی طرح رکوع مین نہین جاتے۔ لوگ پریشان ہو گئے۔ میان صاحب نے ان کو ہٹا کر خود نماز پڑھائی۔ اور بہت آہستہ ایک دھکا ان کو دیا اور فرمایا کہ کیون نہین کہدیا کہ مین مجنون ہون نماز نہین پڑھا سکتا۔

یہ بھی ایک شعبہ اختفا و استتار کا تھا کہ بے اختیاری حالت مین بھی اگر کسی سے کوئی کیفیت ظاہر ہوتی تو سخت ناخوش ہوتے تھے اور کبھی ایسی حالت کو پسند نہ فرماتے تھے۔

یہ بھی فرماتے تھے کہ اگر احیاناً انکے اصحاب مین سے کسیکو ایسی حالت پیش آتی تو وہ اپنی قوت سے اُسکو سنبھال لیا کرتے۔ اظہار نہ ہونے پاتا تھا۔

حسب روایاتِ شیعہ

ناجی کون فرقہ ہی؟

سب جانتے ہین کہ امتِ محمدیہ مین بہتّر فرقے ہو جاوین گے - جنمین ایک ناجی اور باقی ناری ہونگے اور ہر فرقہ بجاے خود اپنے کو ناجی کہتا ہی - خصوصاً حضرات شیعہ اپنے فرقہ کے ناجی ہونے کے اس درجہ مدعی ہین کہ دوسرا کوئی فرقہ اس زور سے دعوے نہین کرتا - دوسرے فرقے تو اپنے اپنے اعمال پہ نجات منحصر جانتے ہین - مگر یہ حضرات اپنی نجات کے واسطے حسنات کی چندان ضرورت نہین سمجھتے - کیونکہ اوّل تو مثل نصارے کے ان کے گناہونکا کفارہ حضرت حسین ہو چکے ہین - دوسرے انکے اعمال محسن حضرات اہل اسلام (سنی) ہین - جنکے اعمال حسنہ یہ حضرات اپنی میراث سمجھتے ہین - اور انکا یہ عقیدہ انکے ہم مذہب ائمہ سے ماخوذ ہی -

لہذا ضرورت ہوئی کہ فرقۂ ناجیہ کی کوئی ایسی معیار بتائی جاوے تاکہ ہر بد و شخص بآسانی معلوم کر سکے کہ ناجی فرقہ کون ہی اور ناری کون -

اہل سنت کے یہان بھی یہ حدیث حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم سے باسناد صحیح مروی ہی مگر یہان اسکی تشریح کی چندان ضرورت نہین ہے چونکہ بحث عقائد شیعہ سے ہی - لہذا حضرات شیعہ کی کتب سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی جاتی ہی -

خصال ابن بابویہ مطبوعۂ طہران صفحہ ۱۴۱ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

انّ امتی ستفرق علی اثنین وسبعین فرقۃ یہلک احدی وسبعون فرقۃ وتخلص فرقۃ قالوا یا رسول اللہ من تلک الفرقۃ قال الجماعۃ الجماعۃ الجماعۃ	بیشک میری امت مین بہتر فرقے ہو جائینگے اکہتر فرقے ہلاک ہونگے اور ایک فرقہ نجات پاویگا - لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا - آپ نے فرمایا جماعت - جماعت - جماعت

اس حدیث مین لفظ جماعت اور [illegible] کی تکرار قابل لحاظ ہے -

شیعہ حضرات خود اپنا مذہبی نام - شیعہ - امامیہ اثنا عشریہ - بتاتے ہین - اور اپنے خلاف فرقہ کو "اہل سنت والجماعت" کہتے ہین - والفضل ما شہدت بہ الاعداء -

لہذا جماعت کا ناجی ہونا حسب روایت مذکورہ ثابت ہوگیا - نیز شیعہ مذہب کے نامور شاعر غالب لکھتے ہین

هفتاد و دو فریق حسد کے عدد سے ہین
اپنا ہی وہ طریق کہ باہر حسد سے ہین

جسمین وہ کنایۃً فرقۂ ناجیہ کی معیار خارج از حسد بتاتے ہین - مگر یہ امر نہایت عجیب و غریب ہی - حضرات شیعہ کے فرقہ مین حسد کی بنیاد جس درجہ مستحکم ہی شاید دنیا کی کوئی قوم اس امر مین انکا مقابلہ کر سکے ابوالبشر حضرت آدم سے لیکر آخر زمانہ تک تمام اکابر کو یہ فرقہ اپنے بارہ اماموں پر حاسد اعتقاد کرتا ہی - اور مدار نجات حب اہل بیت بتاتا ہی - مگر - باوجود صدہا زبانی اور تحریری اعلانات کے آج تک نہ بتا سکا کہ اہل بیت کون لوگ ہین - کبھی اہل بیت رسول گاتا ہی اور کبھی اہل بیت خدا الاپتا ہے -

چنانچہ مولوی مقبول احمد صاحب جو شیعہ مذہب کے اکبر الاکابر ہین (اس اعتبار سے کہ لکھنؤ مین جب آپ کسی مجلس مین تشریف فرما ہوتے حاضرین اس زور و شور سے نعرۂ صلوات بلند کرتے کہ مکان کیسا تمام محلہ اگونج اُٹھتا تھا - یہ عزت کسی اور مجتہد شیعہ کو آج تک نصیب نہ ہوئی) اور جنکا دعوی ہی کہ حضرت علی نے مجھے فرمایا کہ "تو خاموش کیون ہی - تیری زبان تو ذوالفقار سے زیادہ کارآمد ہی" ناد علی مین بھی کچھ ترمیم آپ نے حضرت علی کی تعلیم سے کی ہی - اہل سنت والجماعت کے سوال پر گھبرا کر اہل بیت رسالت کی جگہ اہل بیت خدا فرمانے لگے -

دنیا مین شاید کوئی فرقہ ہو جو اپنے پیشوایان مذہب کا نام نہ بتا سکتا ہو -

کسی سنی سے پوچھا جائے کہ تمھارے پیشوا کون لوگ ہین ؟ تو بیدھڑک جواب دیگا کہ جناب رسول خدا اور آپ کے تابعین - جنمین سب سے افضل حضرات شیخین رض ہین - اُنکے بعد حضرت عثمان رض - پھر تمام صحابہ اور وہ تمام حضرات جو رسول مقبول کے متبع رہے - اور وہ اسکا ثبوت بدیہیات سے تمام دنیا کے سامنے دینے کو ہمہ تن موجود ہین -

ہم خدا کے سامنے ہر نماز مین کئی کئی بار اُن قدسی حضرات کی اتباع کے واسطے دعا کرتے ہین

"صراط الذین انعمت علیھم"

یعنی ہمکو اُن لوگون کی راہ پر چلا جن پر تو نے انعام فرمایا - نہ اُنکی - جنپر تیرا غضب نازل رہا

اور ہماری ہان خاص ہماری آسمانی کتاب جسکو ہمارے ہادی مطلق نے اپنے خاص بندہ یعنی افضل الرسل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ہماری ہدایت کے واسطے نازل کیا جسکی تدوین ہماری قوم کے ارکان اعظم نے فرمائی - اور ہمارے اسلاف صالحین نے جس قدر اُسکی خدمت کی وہ محتاج بیان نہین - جس قدر ہمنے اُسکی عزت

کی دنیا کی کسی قوم نے اپنی الہامی کتاب کی نہین کی اہل سنت والجماعت ہی ہین کہ نہ انکو خدا کے موصوف باوصاف کمالیہ ہونے مین کسی قسم کا شک ہے۔ نہ رسول خدا کے نافرمان یا دین پوش ہونیکا گمان کرتے ہین۔ نہ تمام مہاجرین وانصار اور تابعین یا تبع تابعین مین کسی فرد سے حسد کرتے ہین ہر شخص کا رتبہ اُسکے مرتبہ کے موافق اعتقاد رکھتے ہین۔ اگر حضرت صدیق اکبر تمام دوسرے معاصرین سے افضل ہین تو انکو ناگوار نہین۔ فاروق اعظم اگر حضرت صدیق سے فضیلت مین اُنیس رہے تو ہمکو کو تعرض نہین۔ حضرت عثمان غنی خلیفۂ ثالث ہوے تو ہمکو انکار نہین۔ حضرت علی چوان سب کے بعد مستحق خلافت مانے گئے تو ہمارا کیا نقصان؟ اور اُنکی جگہ پر اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسند آرا ہوجاتے تب بھی ہمکو کوئی عذر نہ ہوتا۔

ہمارے نزدیک تو تمام صحابۂ رسول واجب التعظیم ہین۔ اور بموجب حدیث

ومن سلک علی طریقی فہو آلی

وہ سب آل رسول ہین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

ان مین جس سے خدمت اسلام جس قدر زیادہ ہوئی۔ وہ اُتنا ہی بزرگ مانا گیا۔ اور جس سے جس قدر خدمات دین مین کمی ہوئی۔ وہ اپنے مقابل سے اُسی قدر کم مانا گیا۔ مگر اُنکی کمی بیشی مراتب پر ہمکو ہرگز حسد نہین۔

جو رسول پاک کو مانے ہم اوسکو مانتے ہین اور جسکو اُن سے انکار ہو یا اُنکی ذات جامع کمالات مین کسی قسم کا دھبا لگاوے اُسکو ملعون سمجھتے ہین۔ اسکی تعریف کرنا یا اُس سے شادی بیاہ کرنا ہم ایماندار کا کام نہین سمجھتے۔

غرضکہ شیعون مین حسد بدرجۂ اتم ہے۔ لطف یہ ہے کہ واقعات تاریخی کے بیان سے انکا دل دکھتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان یہ کہے ؎

نائبِ اول ابوبکر ست امامِ دوجہان
نائبِ ثانی عمر بود ست امیرِ مومنان
نائبِ ثالث غنی شد بادشاہِ انس وجان
نائبِ رابع علی گردید سلطانِ زمان

تو ان کی دل آزاری ہوتی ہے۔ آخر کیون؟ اس کا سبب وہی حسد۔ آج تیرہ سو برس کے بعد بھی اُنکی تعریف نہین سنی جاتی

خلافت واقع حضرت علی کی خلافت بلافصل کے الاپنے مین خوب مشتاق ہین اور مقتدیوں کو یہ گیت گایا کرتے ہین۔ خیر دل تو بہلتا ہے؟

اگر کوئی منصف مزاج پوچھ بیٹھے کہ صاحبو!
علی خلیفۂ بلا فصل کہ بود؟ تو بغلین جھانکنے لگتے ہین
کچھ جواب نہین دے سکتے - اور دین کیونکر؟ جبکہ خدا
کا کلام اور اُسکا کام اُنکو تین جلیل القدر قدوسیون
کے بعد خلیفہ بنانا چاہتا ہی - اور تاریخ عالم بتلا رہی ہی
کہ خلافت مین حضرت علی کا چوتھا نمبر ہے - ارادۂ
خدا اُنکو دور ہٹاتا ہی اور حضرات شیعہ اُنکو پکڑ دھکڑ کر
اول نمبر پر لانے پر اڑے ہین - اور وہ بھی کب؟ جبکہ

آن قدح بشکست وآن ساقی نماند

اس کی وجہ سوا اسکے کہ ان کو حضرت علی سے اسقدر
محبت ہی کہ اچھے برے کی تمیز باقی ہی نہین رہی -
خلفای سابقین کے قابل قدر کارنامے جنکو تمام عالم
دیکھ رہا ہی ان کو نظر نہین آتے -

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مگر افسوس کہ جس غرض سے خدا کی خدائی
مین بڑا کا جوڑ لگایا - انبیای سابقین کو حاسد ٹھہرایا
رسول مقبول کو نافرمان و عدول حکم دین مین چور
بتایا - اُنکے سچے احباب سے آج تک جلے مرتے ہین
حسد نے اس قدر گہری اندھیری آنکھون پر ڈالی ہی کہ
اچھے بُرے کی تمیز نہین ہوتی - وہی حضرت علی جنکی
محبت مین یہ سب حرکتین ہو رہی ہین فرماتے ہین:-

وسیهلک فی صنفان محب مفرط
یذهب به الحب الی غیر الحق ومبغض
مفرط یذهب به البغض الی غیر الحق
وخیر الناس فی حالا النمط الاوسط
فالزموه - والزموا السواد الاعظم
فان ید الله علی الجماعة وایاکم و
والفرقة فان الشاذ من الناس
للشیطان کما ان الشاذ من الغنم
للذئب الا من دعا الی هذا الشعار
فاقتلوه ولو کان تحت عمامتی هذه
(نہج البلاغت مطبوعہ مصر)
صفحہ ۲۶۱

قریب ہے کہ ہلاک ہونگے میری بابت
دو قسم کے لوگ ایک حد سے زیادہ محبت
کرنیوالے جنکو محبت خلاف حق کیطرف لیجائیگی
اور دوسرے حد سے زیادہ بغض رکھنے والے
جنکو بغض خلاف حق کیطرف لیجائیگا اور سب
سے بہتر میرے متعلق وہ لوگ ہین جو متوسط ہون
پس تم توسط کو لازم پکڑو اور بڑی جماعت کے
ساتھ رہو کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے
خبردار جماعت سے جدا ہونا کیونکہ جماعت سے جدا
ہونیوالا شیطان کا حصہ ہے جیسے گلہ سے
الگ ہونیوالی بکری بھیڑیے کا حصہ ہوا کرتا ہو
جو شخص اس طریقہ (خلاف جماعت) کی طرف ترغیب دے
اُسکو قتل کر دینا چاہے وہ میرے عمامہ کے نیچے ہو -

ہی کوئی ایماندار شیعہ؟ جو ٹھنڈے دل سے حضرت علی رضہ
کی اس سچی تقریر اور پاکیزہ نصیحت پر انصاف سے غور کرے -
اگر کسی کو اُن سے محبت ہی اور اُن کو وہ جھوٹا (تقیہ باز)
نہین سمجھتا تو یقیناً سمجھ جائیگا - اور بیساختہ پکار اُٹھیگا کہ بیشک
وہ فرقہ فرقۂ ناجیۂ اہل سنت والجماعت ہی - اسکے سوا کسی فرقہ کا
نام جماعت نہین - اللہ کا ہاتھ اسی پر ہے - (باقی آئندہ)

(مسکین) محمد عبد المغنی عتیقی (احمدی)

مرزا صاحب قادیانی کے پیرو

مولوی کبیر الدین صاحب سکرٹری انجمن مرزائیہ لکھنؤ کی تحریر جسکا حوالہ النجم گذشتہ نمبر مین دیا گیا تھا۔ اسوقت محض بپاس خاطر مولوی کبیر الدین صاحب ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

وہو ہذا

زبانی شرطین اور باتین

عاجز کی مولوی محمد عبد الشکور صاحب سے اُن کے گھر مین بوقت شب کے، بجے یون ہوئین جو کہ ذیل مین ہین - ناظرین ملاحظہ فرما دین۔

(کبیر) السلام علیکم

مولوی صاحب - وعلیکم السلام مدت سے انتظار تھا۔ شکر ہے کہ آج بزم فاروقی کے باعث آپ کی زیارت ہوئی ؟

(کبیر) خاکسار کو بھی ایک عرصہ سے تمنا تھی کہ ملاقات کرلون - لیکن بوجہ ملازمت دابۃ الارض (یعنی ریل) کے کہ اُسکو کسی لمحہ وقفہ اور قرار نہین۔ فرصت نہین ملتی - مگر آج مصداق وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ آملا -

(مولوی صاحب) تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ مجھکو حیات ممات عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ بھی غرض نہین - اور نہ مین اس بحث مین اسوقت پڑنا چاہتا ہون

بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ حضرت مسیح مر گئے تو اِس سے مرزا صاحب کے دعوے کو کیا تعلق ہے - مین تو یہ چاہتا ہون کہ مرزا صاحب نے اپنے مسیح موعود ہونیکے دلائل کیا پیش کیے ہین اور بس -

(کبیر) اگر آپ نے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کو بفرض محال تسلیم کر کے حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ کے دعاوی سے بحث کرنا چاہی ہے - تو بہتر ہے - لیکن مخفی نہ رہے کہ حضرت جری اللہ مرزا صاحب کے دعاوی وفات عیسیٰؑ پر مبنی ہین - اور ہماری طرف سے جو دلائل پیش کیے جائینگے وہ سب حضرت عیسیٰ کی موت پر متفرع ہونگے - پس یا تو آپ پہلے موت و حیات مسیحؑ کا فیصلہ کرلین یا وفات مسیح کو تسلیم کر کے مسیح موعودؑ کے دعاوی سے بحث کرین - اور اثناء بحث مین ہماری کسی دلیل کے ساتھ حیات مسیحؑ کی مسئلہ کی ٹانگ نہ پھنسائی جائے گی ؟

مگر افسوس یہ ناچیز اُن سے یہ کہنا بھول گیا کہ آپ اپنے کو وفات مسیحؑ کا قائل قرار دیکر (اگرچہ بطور فرض کے سہی) بحث کے اختتام تک اپنے قائل رہنے کا بذریعہ اخبار النجم کے اعلان کردین تب آپ بحث کا سلسلہ شروع کیجئے ورنہ محض بیکار اور فضول ہے - دیکھو سلسلہ کیلئے النجم ، ۲۱ محرم ۱۳۳۰ھ صفحہ ۷

(مولوی صاحب) ہرگز وفات حیات کا قصہ پیش نکرونگا جس طرح آپ چاہیں ہم موجود ہیں۔ ہمکو تو حق بات سے مطلب ہے"

(کبیر) اب میں رخصت ہونا چاہتا ہوں۔ اور انشاء اللہ بہ تفہیم آلہی اپنی تقریر صغیر و کبیر ارسال خدمت کرونگا کیونکہ نری باتوں کی چڑیاں جو اڑیں تو پھر پکڑائی نہیں دیتیں "

اسکے بعد میں نے مولویصاحب کے کان میں یہ بات ڈالدی تھی کہ اخبار کے ایک کالم میں آپکا مضمون اور ایک میں اُسکے اس خاکسار کا مضمون ہو تو نہایت حسین صورت نبھائیگی"

فرمایا۔ کہ یہ غیر محفوظ طریقہ ہے۔ آپ مچل بیٹھے ہیں کہ جب تک اڈیٹر اخبار بدر صاحب ہماری پوری تقریر کو بدر میں درج نہ کریں بحث نہیں چل سکتی۔

دوسری ہٹ یہ ہے کہ ہم اس سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد کو احمدی کہکے یوں نہیں مخاطب نہیں کرتے کہ امام ربانی شیخ احمد سرہندی کی جماعت کے لوگ احمدی ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ صدیوں سے اپنی تحریرات میں اپنے کو احمدی لکھتے ہیں۔

عجیب بات ہے۔ ایسی حد بندی سے تو لازم آتا آتا ہے کہ کوئی مرد اور عورت مسلمان اپنا نام احمد اور عیسیٰ اور محمد ابراہیم و محمد اسحاق و یعقوب اور فاطمہ و مریم نہ رکھے۔ کیونکہ یہ لوگ پہلے ہو چکے ہیں اور سب کے سب وفات پا چکے ہیں۔ اور مولوی صاحب کے نزدیک نعوذ باللہ شیخ احمد سرہندیؒ نے بھی بڑی ٹھوکر کھائی۔ کہ جانتے تھے کہ مجھ سے پہلے امام احمدؒ ہو چکے ہیں اور نرا پھر اپنا نام احمدؒ رکھ لیا۔ اور یہاں باوجود رکھنے نام غلام احمد کے خفا ہوے جاتے ہیں۔

ابن مریم کے نام کو چھوڑو
اُس سے بہتر غلام احمد ہے

خاکسار کبیر الدین احمد احمدیے
سکرٹری انجمن احمدیہ۔ محلہ بشیرت گنج۔ لکھنؤ۔

از مدیر النجم عفا عنہ

اس تحریر کے جواب کی حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ میری تحریر سابق مندرجہ نمبر ۲ سے ملاکر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسی بات کا جواب اسمیں نہیں ہے۔

نیز مجھے اس امر کے کہنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ اس تحریر میں مولوی کبیر الدین صاحب نے میری اور اپنی تقریر جو درج کی ہے باستثنای بعض کلمات سب خلاف واقع ہے۔ گو اسکے کئی شاہد ہیں۔

نیز مجھے اُن بعض خلاف تہذیب کلمات کی شکایت

نہین ہی جو میری ذات خاص کے متعلق مولوی صاحب نے لکھے ہین - ہان بعض وہ کلمات جنسے سلمانون کے عقائد پر بے وجہ اور محض بے وجہ حملہ کیا گیا ہے البتہ قابل شکایت ہین - مثلاً وہ شعر جو آخر مین تحریر ہی

کیا مولوی صاحب کو معلوم نہین کہ ہم سلمانون کا عقیدہ انبیا علیہم السلام کی نسبت کیا ہی؟ کسی ایک کی بھی توہین ہم جائز نہین سمجھتے - ہمکو " لا نفرق بین احدٍ من رسلہ " کی تعلیم کیگئی ہی - پھر حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی شان مین کوئی خلاف تہذیب کلمہ کیونکر سن سکتے ہین -

پھر ایک بات اور بھی قابل لحاظ ہی کہ کوئی مسلمان حضرت مسیح علیہ السلام کا نام چھوڑنا چاہے تو اسکی کیا صورت ہی؟ کیا وہ قرآن کریم کی وہ آیتین نہ پڑھے گا جسمین انکا نام نامی ہی - کیا مرزا صاحب کی یہی تعلیم تھی؟

دوسرا مصرعہ اور بھی سخت اور دل آزار ہے جسمین غلام احمد کو حضرت مسیح علیہ السلام پر فضیلت دی گئی ہی -

کیا آپ کو معلوم نہین کہ انبیا علیہم السلام کے آداب حضرت بہترین انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تعلیم فرمائے ہین؟ دیکھیے حدیث صحیح ہی - جو بطریق متعددہ مستفیضہ مروی ہی کہ " لا یقولن احدکم انا خیر من یونس بن متی " ایک مطلب کی بنا پر اس حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ کوئی شخص تم مین سے اپنے کو یونس بن متی پر جو بظاہر بباعث ایک زلت کے تمام نبیون مین کم رتبہ معلوم ہوتے ہین فضیلت ندے اور دوسرے مطلب کی بنا پر مفہوم یہ ہی کہ کوئی شخص تم مین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی خاص نبی کا نام لے کر اسپر فضیلت نہ دے - اسی وجہ سے حضرت کو سید الانبیا افضل الرسل تو کہتے ہین مگر کسی خاص پیغمبر کا نام لیکر آپ کو تفضیل نہین دیتے -

آپ فرمائیے کہ کیا مرزا صاحب " احدکم " کے مخاطب نہین ہین - اور کیا آپ لوگ اُن کو احکام نبوی کا مکلف نہین مانتے؟

پھر اب خیال تو کیجیے کہ یہ شعر کیسی دل آزاری پر مشتمل ہے -

مجھے اُمید ہی کہ آیندہ بدر مین جب سے میری بحث کا آغاز ہوگا میرے مخاطب صاحب اس قسم کے کلمات سے اجتناب رکھین گے - ہان میری ذات کی بابت اختیار ہی - جیسے اور جس قسم کے کریہ اور سخت الفاظ چاہین استعمال کرین -

ایڈیٹر

مدینہ منورہ کا خط

مرحبا اے ہدہد فرخندہ فال
مرحبا اے طوطی شکر مقال
مرحبا اے قاصد طیار ما
میدہی ہردم خبر از یار ما

اِسوقت مین ایک پاکیزہ خط کا ذکر کرنا چاہتا ہون جو مدینۃ الرسول علیہ الصلوۃ والسلام سے اِسی ہفتہ مین وارد ہوا۔ مرسل خط یعنی جناب مولوی کریم بخش صاحب کا احسان ہی کہ انھون نے اس ناچیز کا سلام بھی روضۂ اقدس پر عرض کیا اور مزید بران وہان سے اس خاکسار کو بھی یاد فرمایا۔

بہ نیت تشکر اُس خط کی عبارت درج ذیل کیجاتی ہے۔

وہو ہذا

از مدینہ منورہ طیبہ مکرمہ مشرفہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیما

بجانب مولوی کریم بخش خطیب ملک برہما

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الشکر واالحمد للہ کہ خدا نے اپنے فضل سے اپنے حبیب کی غلامی کی سرفرازی بخشی کروڑون شکر۔

آپ کو یاد ہوگا کہ بندہ نے برہما مین پارسل علم الفقہ وکتب وغیرہ طلب کیا۔ اور سلام عرض کردینے کا روضۂ منورہ جاکر وعدہ لکھا تھا۔ لہذا حسب تحریر خود وہدایت موجب تحریر علم الفقہ کتاب الحج سلام علیک عرض کردیا۔ انشاء اللہ جواب بھی عطا ہوا ہوگا۔ اطلاعاً تحریر کیا۔

مسئلہ مقابلت وغیرہ مکۂ مکرمہ مشرفہ ومدینہ طیبہ منورہ مکرمہ مشرفہ مندرجہ کتاب علم الفقہ کے مطابق صحیح صحیح تمام علما نے بتلائے اور جو ممکن ہوا بندہ سے تعریف کردی۔

باشندگان حجاج بھی وارد مدینہ طیبہ برمکان مولوی شرافت اللہ صاحب لکھنوی ثم مدنی ہین۔

۱۶- محرم کو وداع ہوگی۔ حسرت ہائے حسرت۔

جزاک اللہ تعالی جزاءً حسنا

جنگ طرابلس کیلیے دعای قنوت

اس درمیان مین چند استفتے اس مضمون کے آئے کہ موجودہ جنگ طرابلس مین مسلمانون کی نصرت اور انکے مقابلین کی ہزیمت سے ہندوستان کے مسلما نونکو نماز مین دعا قنوت پڑھنا چاہیے چاہیے یا نہین اور پڑھنا چاہیے تو سب نمازون مین یا کسی خاص نماز مین؟ بعض نے ایران کیلیے بھی استفسار کیا ہے۔ ایران کیلیے تو جواب دینا بے سود ہے۔ کیونکہ جہان تک معلوم ہوتا ہے اسکا فیصلہ ہو چکا۔ ہان طرابلس کیلیے جواب لکھا گیا کہ فجر کی نماز مین دعای قنوت پڑھنا چاہیئے۔ اس مضمون کا ایک مبسوط فتوی ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے

سنئے اڈیٹر صاحب بدر اپنے پرچہ مورخہ یکم فروری مین ایران کی نسبت رقم طراز ہین کہ :۔

" تیسری ایک اور سلطنت اسلامی جسکو اسلامی کہنا بھی مجھے پسند نہین۔ ایران مین بھی جو آجکل عالم نزع مین ہے اور دم توڑ رہی ہے وہان کے باشندے بھی ایک زمانہ مین بڑے بہادر تھے اور دنیا انکے اقبال کا سکہ مانتی تھی۔ اسلام سے پہلے ان کا ایک بادشاہ بڑا عادل تھا جسے لوگ نوشیروان کہتے ہین۔ جسکے اوصاف حمیدہ اب تک مشہور ہین اور فارس مین پچھلے زمانے مین ایک نامی گرامی پہلوان تھا جس کا نام رستم تھا۔ اسکی بہادری بھی ضرب المثل تھی۔ ابتداے اسلام مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین فارس آتش پرستون سے فتح کیا گیا تھا۔ چند صدیون کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دشمن برائے نام شیعان علی ایران پر قابض ہو گئے اور سنی فرقہ کے مسلمانون کو آہستہ آہستہ نکالتے یا اپنے مین ملاتے گئے اور آجکل گویا خالص تبرائی فرقہ چند صدیون سے وہان کے حکام اور رعایا کا ہے۔ سنی کوئی اطراف ملک مین شاید ہو تو ہو۔ یہ اسلام کا فرقہ ہر طرح کے منکرات مین مبتلا ہے۔ قید شریعت سے آزاد ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا دشمن۔ علی پرست حسین پرست ہر وقت حسین کو رونے پیٹنے والا اس قدر گناہون مین غرق ہے کہ انکو دیکھکر تعجب آتا ہے کہ یہ مسلمان ہین؟ خود غرض ڈھرا بند۔ دنیا کے لالچی سست الوجود شرک اور بدعتی۔ بجاے پانچ وقت کے تین وقت نماز پڑھنے والے۔ تقیہ باز۔ متعہ پر عامل گناہون مین مبتلا۔ گندم نما جو فروش۔ رعیت کو ستانے والے۔ حسینؓ کے کفاے پر صدق دل سے یقین کرنیوالے۔ اور اب دینی حس بھی ان مین سے جاری گئی ہے۔ قرآن شریف سے انھین تعلق محبت نہین رہی۔ نہ رسول مقبول سے انھین کچھ واسطہ رہا ہے یا علی و یا حسین کے سوا انھین کچھ یاد ہی نہین۔ فارس مین فسق و فجور کے دریا بہ رہے تھے اور شرک و بدعت کا سمندر ٹھاٹھین مار رہا تھا کہ ناگہان قہر الٰہی جوش مین آیا۔ اور غار والے مہدی کے منتظرین کو آ پکڑا۔ اللہ تعالی نے رحم فرما کے فارس کی سلطنت کو اتنا کمزور کر دیا کہ دوسری سلطنتون کو لوگون کی جان و مال کی حفاظت کیلیے دخل دینا پڑا۔ اور سلطنت کے ٹکڑے ہو گئے۔

ہم تو چاہتے تھے کہ تمام فارس ہماری سرکار دولتمدار کے زیر سایہ آجاتا تو اس کے حق مین بہتر ہوتا مگر اسکی بدنصیبی کہ ایک بڑا حصہ فارس کا روس کے قبضہ مین چلا گیا۔ جو انشاء اللہ تعالی ایرانیون کو ذلیل بنا کر چھوڑے گا اور صحابہؓ پر تبرہ بازی کا زوال ان پر بخوبی پڑے گا۔

اب امام حسینؓ اور علی مرتضیؓ کو کیون نہین پکارتے اور جن کی نذر و نیاز مین ایران کا لاکھون روپیہ خرچ ہوتا ہے وہ ان کی مدد کو کیون نہین تشریف لاتے۔ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال "

نزد حنفیہ قنوت در فجر وغیرہ سوای وتر در غیر نوازل
منسوخ است فاما بوقت نزول نوازل و وقائع پس نزد حنفیہ
ہم در فجر ہم مشروط است و از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و
صحابۂ کرام بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قنوت بوقت نزول
نوازل منقول ست و حادثۂ سلطان روم حادثۂ ایست
عظیمہ خواندن قنوت و دعا برای فتح سلطان اسلام و ہزیمت
اہل کفر و ضلالت در نماز فجر بر اہل اسلام متاکدہ و مستحب
است بلکہ از درجۂ سنیت مخطط نیست بدر الدین عینی حنفی
در عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری می نویسند روی الطبرانی
فی الاوسط من حدیث ابراہیم بن علقمۃ والاسود عن عبد اللہ
بن مسعود قال ما قنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شئی
من صلواتہ الا فی الوتر وانہ کان اذا حارب قنت فی الصلوات
کلہن ولا قنت ابوبکر ولا عمر ولا عثمان حتی ماتوا ولا قنت
علی حتی حارب اہل الشام فکان یقنت فی الصلوات کلہن
وکان معاویۃ یدعو علیہ ایضا وقال شیخنا زین الدین العراقی
ان ابن مسعود لم یدرک محاربۃ اہل الشام ولا موت عثمان
فانہ مات فی زمن عثمان قلت یحتمل ان یکون قولہ ولا عثمان
الخ من کلام ابراہیم او علقمۃ والاسود انتہی و علامہ
مرتضی حسینی زبیدی مصری حنفی در کتاب خود عقود الجواہر
المنیفہ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ مینویسند "اخرج
عبد الرزاق فی مصنفہ عن ابی جعفر الرازی عن الربیع عن

انس لم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقنت فی الفجر
حتی فارق الدنیا وکذا عند الطبرانی وصححہ الحاکم فی الاربعین
والدارقطنی وتعارضہ ما عند الطبرانی ایضا من روایۃ غالب
بن فرقد الطحان کنت عند انس بن مالک شہرین فلم یقنت
فی صلوۃ الغداۃ والجواب ان المراد بالحدیث الاول
انہ کان یقنت فیہ عند النوازل واختصاصہ بالنوازل
قد ثبت بحدیث انس نفسہ عند الخطیب فی کتاب القنوت
واسنادہ صحیح قالہ صاحب التنقیح بلفظ کان لا یقنت
الا ان یدعو لقوم او علی قوم وحدیث ابی ہریرۃ عند
ابن حبان بلفظ لا یقنت فی صلوۃ الصبح علی ان یدعو
لقوم او علی قوم واسنادہ صحیح قالہ الحافظ فیکون حدیث
انس المتقدم منسوخ بصریح حدیثہ وعلیہ یحمل قول من
قال من الصحابۃ بہ فلا یکون بالنسبۃ الی النازلۃ منسوخا
بل مستمرا وبہ قال جماعۃ من اہل الحدیث اذ لیس فی الحدیث
ما یعارضہ الا حدیث ابن مسعود المتقدم فان فیہ لم یقنت
قبلہ ولا بعدہ وقول الطحاوی والترک دلیل النسخ ظاہرہ
ان المراد بہ نسخ القنوت مطلقا ای سواء کان فی النوازل
او غیرہا وہو مشکل لما ثبت عن ابی بکر انہ قنت عند
محاربۃ مسیلمۃ وکذلک عمر وکذلک علی ومعاویۃ عند
محاربتہما والذی یوخذ من مجموع الاخبار انہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان لا یقنت الا فی النوازل ومن ثم ذہب جمع

من العلماء الی عدم نسخه فیها بل هو امر مستمر مشروع وجعلوا
خصوص ماروی من قنوته فی الفجر عند النوازل ناسخا للعموم
الذی روی انه لم یزل یقنت فی الفجر حتی فارق الدنیا فقالوا
ان المعنی لم یترک القنوت فی الفجر عند النوازل حتی فارق
الدنیا وجعلوا الترک المروی عن ابن مسعود بمعنی ترک الدعاء
علی هولٰئک القوم بعینهم لا ترک القنوت قال فی الملتقط
قال الطحاوی انما لا یقنت عندنا فی الفجر من دون وقوع
بلیة فان وقعت فتنة او بلیة فلا باس به وقال ابراهیم
الحلبی فی شرح المنیة هو مذهبنا وعلیه الجمهور وانما نبهت
علی هذه المسئلة لان غالب مشائخنا یحملون الترک علی
نسخ نفس الحکم انتهیٰ وعینی در نهایه شرح هدایه می آرد
ان نزلت بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلوة الفجر
وبه قال الاکثرون واحمد وقال الطحاوی انما لا یقنت
عندنا فی صلوة الفجر من غیر بلیة فان وقعت بلیة او فتنة
فلا باس به فعله رسول الله صلی الله علیه وسلم انتهیٰ وابن
همام حنفی در فتح القدیر میگوید قد روی عن الصدیق انه
قنت عند محاربة الصحابة مسیلمة الکذاب وعند محاربة
اهل الکتاب وکذلک عمر وکذا علی فی محاربة معاویة و
معاویة فی محاربته وهذا ینشئ لنا ان القنوت للنازلة
مستمر لم ینسخ وبه قال جماعة من اهل الحدیث وحملوا
علیه حدیث ابی جعفر عن انس ما زال رسول الله

یقنت فی الفجر حتی فارق الدنیا ای عند النوازل وما ذکرنا
من اخبار الخلفاء یفید تقرره لفعلهم ذلک بعد النبی علیه
الصلوة والسلام انتهیٰ وابراهیم حلبی در غنیة المستملی
شرح منیة المصلی می آرد القنوت لو کان سنة الراتبة
لفعله علیه السلام کل صبح یجهر ویؤمن من خلفه کما قال
الشافعی او یسر به بحیث یقطع القراءة الجهریة ویلبث
ملیئا کما قال مالک الیٰ ان توفاه الله لم یتحقق فیه
هذا الاختلاف بل کان سبیله ان ینقل کنقل جهر القراءة
ومخالفتها وجمع ما ورد من قنوته وقنوت الخلفاء انما
هو قنوت النوازل فانه محل الاجتهاد فان حدیث
انس انه علیه السلام لم یزل یقنت حتی فارق الدنیا
ونحوه مما عن الصحابة یثبته فانه روی عن ابی بکر انه
قنت عند محاربة مسیلمة وکذلک قنت عمر وعلی ومعاویة
وحدیث ابی حنیفة انه علیه السلام قنت شهرا لم یقنت
قبله ولا بعده ینفیه فوجب کون بقاء القنوت فی
النوازل مجتهدا فیه وذلک انه لم یؤثر عنه علیه الصلوة
والسلام انه قال لا قنوت فی نازلة بعد هذه بل مجرد
العدم بعدها فیصحبه الاجتهاد بان یظن ان ذلک انما
هو لرفع شرعیته ونسخه نظرا الی سبب ترکه وهو انه لما
نزل قوله تعالیٰ لیس لک من الامر شیء او انه لعدم
وقوع نازلة تستدعی القنوت بعدها فتکون شرعیته

مستمرۃ وہو محمل قنوت من قنت من الصحابۃ وہو مذہبنا ومذہب الجمہور

واما القنوت فی الصلوۃ کلہا عند النوازل فلم یقل بہا

الا الشافعی انتہی - وابن عابدین شامی در رد المحتار

بعد نقل قدرے از عبارت مذکورۂ غنیہ میگوید - ہو

صریح فی ان قنوت النازلۃ عندنا مختص بصلوۃ الفجر

دون غیرہا من الصلوۃ الجہریۃ والسریۃ وہل القنوت

ہہنا قبل الرکوع ام بعدلم ارہ والذی یظہر لی انہ یقنت

بعد الرکوع لا قبلہ بدلیل انما استدل بہ الشافعی علی

قنوت الفجر وفیہ التصریح بالقنوت بعد الرکوع حملہ

علماؤنا علی قنوت النازلۃ ثم رایت الشرنبلالی فی

مراقی الفلاح صرح بانہ بعدہ واستظہر الحموی انہ قبلہ

والاظہر ما قلناہ واللہ اعلم انتہی ملخصاً -

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبد الحی

تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی فقط

خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی حادثہ پیش آئے تو ہر مقام کے

مسلمان خواہ دور ہون یا نزدیک نماز فجر مین قبل از رکوع

دعای قنوت پڑھ سکتے ہین - حنفی مذہب مین

جو دعائے قنوت کی ممانعت غیر وتر مین ہے

وہ امن کے اوقات اور بے ضرورت مقامات کے

لیئے ہے فقط واللہ تعالٰے اعلم

ماہ ربیع الاول مین دفتر النجم کی موجودہ کتب مین اُسکی مرتبہ وہی خاص رعایت

کیجائیگی جو رمضان المبارک مین کیجاتی تھی - رعایتی فہرستِ کتب، ربیع الاول کے النجم مین

انشاءاللہ تعالےٰ شائع ہوگی

اصلاح - اور - شیعہ .

شیعون کے بہت سے مذہبی موقت الشیوع پرچے جاری ہین - مگر دفتر انجم مین یہی دو پرچے آتے ہین - تیسرا الشمس بھی کبھی کبھی آجاتا ہی - پہلے اثنا عشری بھی آتا تھا مگر اُس نے نہایت قابل شرم طریقے سے فرار اختیار کیا - اور بحثِ تحریفِ قرآن مین خود ہی انجم کو چھیڑ کر اور افترا پردازی کا ایک طومار باندھکر انجم کی طرف سے جواب باصواب ملنے پر روپوش ہوگیا - سلسلہ بند کردیا - بہت سے غیرت دلانیوالے مضامین لکھے گئے - مگر پھر اُس نے کروٹ نہ لی -

مگر مذکورۂ بالا دونون رسالے اب تک آرہے ہین - جنکی بابت ان کا خاص شکریہ ادا کیا جاتا ہی اور ان کی دلیری و مردانگی اور حیا و ہمت کی خاص طور پر تعریف کی جاتی ہی -

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اگلی حکمت کی باتون مین سے جو لوگون کے ہاتھون مین باقی رہ گئی ہین ایک مقولہ یہ بھی ہی :-

" اذا لم تستحی فاصنع ما شئت "

یعنی جب تو حیا کو چھوڑ دے تو پھر جو جی چاہے کر ڈال -

اسی مضمون کو کسی نے فارسی مین موزون کیا ہی ع

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

اصلاح و شیعہ دونون پر ابتدا ہی اشاعت انجم سے اِس وقت تک جس قدر گرفتین کی گئی ہین اور ان دونون کی حق پوشیان اور دوسری نہایت رکیک قابلِ شرم کارروائیان جس قدر دکھائی جا چکی ہین - ایک باحیا کے لیے کافی ووافی تھین -

صدہا گرفتون مین سے ایک گرفت "حُرمتِ خمر" والے مضمون کی ، جس مین اڈیٹر اصلاح نے لفظ شراب کا جو عربی عبارت مین واقع تھی ، اُردو مین "شراب" ترجمہ کرکے لوگون کو یہ فریب دیا تھا کہ معاذ اللہ حضرت فاروق اعظم شراب پیتے تھے (جزاہ اللہ بما قال)

اور اڈیٹر شیعہ کو بھی منجملہ بہت سے مضامین کے " ذریات ابن سبا اور شیاطین " والا مضمون "مذہب شیعہ مین سور کے گوشت اور مردار اور خون کی حلت" کا مضمون یاد رکھنا چاہیے تھا -

مگر اِن دونون صاحبون نے تو بالکل آنکھین بند کرلی ہین اور حق پوشی و باطل فروشی کا بیڑا اُٹھا لیا ہی - چاہے اس مین اِن کو کیسی ہی ذلتون کا سامنا کرنا پڑے کیسی ہی قبیح سے قبیح اور ناشائستہ سے ناشائستہ حرکات

کا ارتکاب کرنا پڑے۔

گویا اللہ نے ان پر اسی کو فرض کردیا ہی۔ جیسے شیعون کے اصحاب ائمہ پر (بقول ائمہ کے) ائمہ پر افترا کرنا خدا نے فرض کردیا تھا۔

میرا دل چاہتا ہو کہ ایک فہرست اُن مضامین کی مرتب کرون، جن مین ابتداے اشاعت النجم سے اس وقت تک شیعی رسائل و اخبار اور اُن کی کتب پر گرفت کی گئی ہی۔

یہ فہرست بہت مختصر ہو اور نقشہ کی صورت مین جس مین حسب ذیل چند خانے ہون ۔

خانۂ اوّل۔ خلاصہ مضمون گرفت ۔

خانۂ دوم ۔ کس پر گرفت کی گئی ۔

خانۂ سوم ۔ النجم کے کس پرچہ مین یہ گرفت شائع کی گئی

خانۂ چہارم۔ شیعون نے اس گرفت کا کیا جواب دیا ؟ یا کچھ جواب نہین دیا ۔

یہ فہرست مرتب ہوگئی تو یہ اُمید تو نہین ہی کہ کہ ان دونون رسالون کے عالی دماغ ایڈیٹرون پر کچھ اثر پڑے۔ لیکن یہ اُمید ضرور ہی کہ ناواقف سنی واقف ہوجائین گے۔ اور پھر کسی شیعہ کی لن ترانی اُنکے سامنے نہ چل سکے گی ۔

نمونہ کے طور پر اس وقت ان دونون ایڈیٹر صاحبان کی ایک نہایت لطیف اور قابل قدر کارروائی کا ذکر کیا جاتا ہی۔ امید ہی کہ ناظرین اس کو بہت غور سے ملاحظہ فرمائین گے ۔

مدت ہوئی جب النجم مین ایک مضمون ممتاز حسین صاحب سابق شیعی کا شائع ہوا تھا۔ جس کا عنوان یہ تھا "مین کیون سنی ہوگیا"

اس مضمون مین ممتاز حسین صاحب نے اپنے سنی ہوجانے کے سچے سچے "اور عبرت انگیز واقعات درج کیے تھے اور اپنے تین سوال شائع کیے تھے۔ اور لکھا تھا کہ ان سوالات کو مین نے لکھنؤ کے فلان فلان نامور شیعی مجتہدین، اور آگرہ و بھوپال کے شیعی حضرات کے سامنے پیش کیا۔ مگر کوئی جواب نہ دے سکا۔ لہذا مجھے یقین ہوگیا کہ مذہب شیعہ باطل ہی۔ اور اس کے بطلان کا خود اسکے علما کو یقین ہی۔ اور مذہب اہلسنت حق ہے ۔ پھر اتمام حجت کے لیے یہ بھی لکھدیا کہ اگر کوئی شیعہ مولوی اب بھی میرے ان سوالات کا جواب دیدین تو مین اپنے قدیم آبائی مذہب کی طرف رجوع کرنے کے لیے تیار رہون ۔ (لیکن اس وقت تک کئی سال ہوچکے کسی شیعہ کو جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی) پھر آخر مضمون مین ممتاز حسین صاحب نے اپنے وہ مصائب

بیان کیے تھے۔ جو قبول حق کی وجہ سے ان کو پیش آئے۔ اور جو گویا قبول حق کے ضروری اور لازمی نتائج ہین۔ جنکے برداشت کرنے کے لیے حق تعالیٰ نے حضرات مہاجرین رضی اللہ عنہم کو قابلِ اقتدا نمونہ بنایا ہی۔ کما قال۔ لتکونوا شھدآء علی الناس۔

یہ مضمون کچھ ایسا تھا کہ شیعون کے دلون پر نمک بر جراحت کی طرح موثر ہوا۔

اصلاح و شیعہ کے فاضل ایڈیٹر صاحبان کو نہ تو یہ توفیق ہوئی کہ اُن سوالات کا جواب دیتے نہ یہ ہمت ہوئی کہ اُن واقعات کی تکذیب کرتے جو اس مضمون مین مذکور تھے۔ مگر اپنی قوم کی اشک شوئی کے لیے کچھ نہ کچھ لکھنا ضروری تھا۔ لہذا لگے اِس کے مقابل مین قصے اور واقعے تصنیف کرنے۔ یہ نہ سمجھے کہ واقعات کی تصنیف افسانہ نویسی کے میدان مین البتہ ہو سکتی ہی۔ لیکن مذہبی رنگ مین یہ تصنیف سخت ذلت کا سرمایہ بنجاتی ہی۔ بلکہ وہ اپنی اس کارروائی کو اپنے لیے فخر و مباہات کا سرمایہ سمجھتے رہے۔ وَھُم یحسبُون انّھم یُحسِنُون صُنعًا۔

چنانچہ پہلے پہل ایڈیٹر شیعہ نے ایک واقعہ عبد السبحان نامی ایک فرضی شخص کی طرف سے تصنیف فرمایا۔ اور اُسکا کانپور۔ سرائے لاٹھی محال مین مقیم ہونا بیان کیا۔ اور لکھا کہ وہ شخص دُرِ مختار مین یہ مضمون دیکھ کر کہ "امامت کے لیے عضوِ مخصوص کا چھوٹا ہونا موجبِ ترجیح ہی اور یہ کہ علم اس کا بغیر اسکے کہ بے حیائی کے ساتھ عضو مخصوص کی پیمائش کی جائے ممکن نہین" شیعہ ہو گیا۔ اور کانپور کے علما سے اُس نے اس مسائلہ کی بابت سوال کیا۔ مگر کوئی شخص جواب نہ دے سکا۔ خلاصہ اُس ناپاک مضمون کا یہی تھا۔

دفتر انجم سے بعض حضرات کانپور کے نام خطوط بھیجے گئے۔ کہ سرائے لاٹھی محال مین اسکی تحقیق کی جائے کہ عبد السبحان نامی کون شخص ہین اور ان واقعات کی اصلیت کیا ہی؟

نیز ایڈیٹر شیعہ کو چیلنج دیا گیا۔ کہ تم اپنے افترا کیے ہوے مسائلہ کو درمختار مین دکھاؤ۔

کانپور سے جواب آیا کہ۔ بالکل غلط ہی عبد السبحان نام کا کوئی شخص کانپور کی سرائے لاٹھی محال کیا معنی، کسی سرا مین نہ اس وقت ہی نہ کئی ماہ سے اس نام کا کوئی شخص آیا۔ سراؤن کے رجسٹر دیکھے گئے۔ کہین اس نام کا پتہ نہین۔ نیز اس مضمون کا کوئی سوال کانپور کے کسی عالم کے سامنے تحریرًا یا تقریرًا کبھی پیش نہین ہوا"

ایڈیٹر شیعہ کو تو گویا سکتہ ہوگیا - نوبت یہان تک پہونچی کہ مولوی عبدالسمیع صاحب بنارسی نے ایڈیٹر شیعہ کے نام ایک کھلی چٹھی چھپوائی - کہ اس واقعہ کی تحقیق کرادو - تم میرے ساتھ چلو اور عبدالسجان سے ملاقات کرادو - تمھاری آمدورفت و نیز جملہ مصارف کا مین ذمہ دار ہون - اس پر بھی کچھ جواب نہ ملا تو اب مجھے خیال ہوتا ہی کہ مولوی عبدالسمیع صاحب نے ایک رجسٹری ایڈیٹر شیعہ کے نام بھیجی - اسکا بھی جواب نہ آیا -

اب خیال تو کیجیے کہ ایسی حیا کس فرقہ مین ہو سکتی ہی ؟ اور اس غیرت کی مثال دنیا بھر مین کہین مل سکتی ہی ؟

خیر - یہ سب کچھ تو ہو چکا - مگر تصنیف واقعات کا سلسلہ ختم ہونے نہین آتا - ہر دوسرے تیسرے مہینے اصلاح و شیعہ مین کوئی نہ کوئی واقعہ تصنیف ہوتا رہتا ہی - جس مین کسی نہ کسی فرضی شخص کا شیعہ ہو جانا مذکور ہوتا ہی - ا

اب کئی پرچون سے بسلسل یہ واقعات ہر پرچے مین رہتے ہین - مگر اب دور دراز مقامات کے حوالے دیے جاتے ہین - کوئی پنجاب کا واقعہ ہوتا ہی - کوئی سندھ کا - کوئی دکن کا -

اب اڈیٹر شیعہ خود بتائین کہ وہ ان واقعات کی تصنیف مین جبکہ اُنکا کذب عالم آشکار ہو چکا کیون نہین شرم کرتے ؟ جھوٹ بولنا اگر اُن کے مذہب مین بہترین عبادت ہی تو ہو - مگر دنیا بھر سکو بُرا سمجھتی ہی اسکا وہ کیون نہین خیال کرتے -

فقط والسلام علے من اتبع الھدے -

موتمر الانصار دیوبند

کا

دوسرا سالانہ اجلاس

میرٹھ مین

اسلام اور مسلمانون کے ہوا خواہ اس مسرت انگیز خبر کو نہایت شوق سے سُنین گے کہ موتمر الانصار مدرسہ عالیہ دیوبند (جس نے مسلمانون کی حقیقی فلاح کے متعلق صحیح اور شاندار اصول پر بہترین تدابیر سوچنے اور اونکو عملی طور پر اشاعت دینے کا تا امکان فیصلہ کر لیا ہی) اوسکا دوسرا سالانہ اجلاس امسال میرٹھ مین ہونا قرار پایا ہے - جس کی تاریخین ۶-۷-۸ اپریل مطابق ۱۷-۱۸-۱۹ ربیع الثانی ہونگی -

مزید حالات اور انتظامات بعد مین شائع کیے جائینگے -

المعلن

عبیداللہ ناظم جمیعۃ الانصار مدرسہ عالیہ دیوبند

مین کیون سُنّی ہوگیا

جناب مولانا صاحب دام اللہ ظلکم - بعد سلام مسنون بہزار ادب گزارش ہے - سطور ذیل بنا بر اطلاع برادران دینی و بغرض اتمام حجت شائع کرانا چاہتا ہون - امید وار ہون کہ مذہبی صحیفہ النجم مین انکو جگہ دے کر ممنون فرمائین -

---

خداوند کریم کارساز کا ہزار ہزار شکر ہی کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے اِس ناچیز کی دستگیری فرمائی اور جبکہ مین جہنم کے کنارے پر کھڑا ہوا تھا اور ایک لمحے کے بعد اُس مین گرنا چاہتا تھا، یکایک ایک روشنی میری آنکھون مین ایسی پیدا ہوئی کہ مین اُس پر خطر وادی سے بھاگا - اور اب بحمد اللہ ایسے ہمیشہ بہار گلستان مین گلگشت کر رہا ہون جسکے پھولون کی دل نواز خوشبوئین مشام جان کو معطر کر رہی ہین جسکے لذیذ اور لطیف میوے روح کو طراوت اور نضارت دیتے ہین - الحمد للہ ثم الحمد للہ -

مین آبائی شیعہ تھا - اور بچپن سے شیعی مذہب کی تعلیم میرے خون کے ساتھ مل چکی تھی -

مین اسی شہر لکھنؤ کا رہنے والا ہون - اور میرے خاندان کے تمام لوگ اب بھی شیعہ ہین - میرا مکان محلہ کٹرہ اعظم بیگ مین لال مسجد کے قریب ہی [illegible] کا نام [illegible] میر خسیر حسین خان کارخانہ دار گوٹہ ساکن سعادت گنج گھڑی [illegible] آغا [illegible] ہین جس شیعہ کا جی چاہے تحقیق کرے - مین کوئی فرضی شخص نہین ہون جس طرح اصلاح وغیرہ مین فرضی نامون سے قصے چھپا کرتے ہین -

اب میرے تبدیل مذہب کا سبب سنیئے - مین اپنے دل مین کبھی یہ خیال بھی نہ کرتا تھا کہ مذہب شیعہ کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب کوئی چیز ہی - نہ کبھی تحقیق حق کی خواہش مجھے ہوئی تھی - مگر خدا کی قدرت کہ اِن چند سال مین کچھ واقعات اس قسم کے پے در پے پیش آئے جن سے خود بخود یکایک میری توجہ اس طرف ہوئی - اور بہت آسانی سے مجھے یقین کامل حاصل ہوگیا کہ مذہب شیعہ قطعاً باطل ہے اور اسکے علما و مجتہدین خود اسکے باطل ہونے کا یقین کامل رکھتے ہین - اور یہ بھی یقین ہوگیا کہ مذہب اہل سنت یقیناً حق ہی اور اسکے حق ہونے کا علمای شیعہ بھی یقین کامل رکھتے ہین -

وہ واقعات بہت سے ہین - منجملہ ان کے چند مشہور واقعات کا ذکر اس مقام پر کرتا ہون -

---

(۱) مولوی مقبول احمد صاحب کا واقعہ - کہ وہ لکھنؤ مین تشریف لائے تھے اور اُنھون نے مسلسل ۳ سال

مجلسین بیان پڑھین - جنمین مین بھی شریک ہوا اور خوب خوب مطاعن صحابہ کرام کے سُنے - بعد انکے سنی علما کے بیانات جو مقبول احمد کے حملون کے جواب مین ہوے - اُنمین بھی شریک ہوا - بعض بعض دن ایسا بھی اتفاق ہوا کہ شیعہ سنی دونون کا بیان ایک ہی دن مین مین نے سنا -

مین دیکھ رہا تھا کہ سنیون کے بیانات سے کیسی بے چینی شیعون مین پھیل رہی تھی - خاص کر وہ بیان مجھے ہمیشہ یاد رہیگا جو سنیون کی طرف سے کٹرۂ ابوتراب خان مین داروغہ عاشق علی کی مسجد مین ہوا تھا - جسمین ایک سنی عالم صاحب نے یہ بیان کیا تھا کہ شیعہ تحریف قرآن کے معتقد ہین - اور اُنھون نے شیعون کی کتابون کی عبارتین بھی پڑھی تھین -

اس بیان کے سننے کے بعد مین مقبول احمد صاحب کے بیان مین شریک ہوا - اس روز مجھے پورا اندازہ ہوگیا کہ شیعہ اپنے دل مین مذہب اہل سنت کو کیسا سمجھتے ہین - اسی اثنا مین سنیون کی طرف سے مقبول احمد صاحب کو مناظرے کی دعوت دی گئی - مگر وہ کسی طرح مناظرے پر راضی نہ ہوے

مجھے پورا یقین ہوگیا کہ یہ لوگ جو کچھ بیان کرتے ہین اُسکو سنیون کے مقابلہ مین ثابت نہین کرسکتے ان کی سب باتین بادہوائی ہین - اِن بیانات سے جس قدر فائدہ مجھے ہوا اُسکا اندازہ کچھ مین ہی خوب کرسکتا ہون - اور سچی بات تو یہ ہی کہ میرے دل مین حق کی بنیاد اُسی زمانے سے قائم ہوئی - واقعاتِ مابعد سے وہ بنیاد اور بھی مضبوط اور مستحکم ہوتی گئی -

---

(۲) ممتاز حسین صاحب کا واقعہ - کہ وہ بھی میری طرح آبائی شیعہ تھے - اور محلہ مشک گنج لکھنؤ کے رہنے والے ہین - مین اُنکو خوب جانتا ہون - تحقیق حق کا شوق اُنکو پیدا ہوا - اور صرف تین سوال مذہبِ شیعہ کے متعلق انھون نے لکھنؤ کے نامور مجتہدین شیعہ سے کیے - اور لکھنؤ کے علاوہ دوسرے مقامات کے علماے شیعہ سے بھی اُن سوالات کو حل کرنا چاہا - مگر کوئی جواب شافی نہ ملا - بلکہ اس قسم کی باتین پیش آئین جن سے یقین کامل اُنکو بطلان مذہب شیعہ و حقیت مذہب اہل سنت حاصل ہوگیا اور وہ بالاعلان سُنی ہوگئے جیسا کہ اُنکا حال النجم مین مفصل چھپ چکا ہی -

---

(۳) صفدر حسین صاحب میرٹھی کا واقعہ جو لاہور سے اپنے آقا منشی گلاب سنگھ مالک مطبع کے کام سے لکھنؤ آئے تھے - اور یہان آکر وہ سنیون سے بھی

ملے - اور طعن فدک وغیرہ کے مباحث ہوکر بالآخر اُنکو مذہب شیعہ کی حقیت مین شبہات پیدا ہوے اور اُن شبہات کا لکھنؤ کے کسی مجتہد نے جواب نہ دیا۔ بلکہ مولوی ناصر حسین صاحب کی جو گفتگو ان سے ہوئی۔ اُس نے انکے دل پر مذہب شیعہ کے بطلان و مذہب اہل سنت کی حقیت کو نقش کالحجر کردیا۔ جسکا انھون نے اعتراف کیا۔ لیکن بہ خوف مفارقت اہل وعیال و والدین تبدیل مذہب سے قاصر رہے۔ اور اپنے اس قصور کا اقرار کیا۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء -

(۴) سید مصطفےٰ حسین صاحب کا واقعہ۔ کہ اُنھون نے النجم مین پہلے خلافت کے مضمون پر متعدد تحریرین لکھین۔ اور ہر بار اُن کو شافی جوابات ملے بعد اسکے عصمت ائمہ پر ایک مضمون لکھا۔ جسمین اُنھون نے یہ بھی ظاہر کیا۔ کہ اگر شیعون کی طرف سے عصمت کا معقول ثبوت نہ ملا تو مین سنّی ہو جاؤنگا۔ آج تک کسی شیعہ نے کوئی ثبوت نہ دیا۔ اثنا عشری نے جو کچھ لکھا تھا۔ اُسکی نسبت خود سید صاحب موصوف نے النجم مین اپنا اقرار شائع کرایا کہ اثنا عشری کی تحریر تشفی بخش نہین ہی۔

پھر انھین سید مصطفےٰ حسین صاحب نے ایک مرتبہ النجم و الشمس مین محاکمہ کیا۔ اور الشمس کی لغویت کو النجم مین چھپوایا۔ غرض متعدد مرتبہ تحریراً و تقریراً سید صاحب نے انکشاف حق کا اعتراف کیا۔ اب جبکہ اُن کو معرفت حق پوری طرح حاصل ہو گئی تو بالکل سکوت کر گئے۔ اور قبول حق کا اعلان نہین کرتے۔

اس واقعے سے بھی بہت عمدہ نتائج ہم نے اخذ کیے۔ اوّل مذہب شیعہ کا بطلان۔ دوسرے اِن لوگون کا دیدہ و دانستہ باطل پر قیام۔

(۵) ایڈیٹر اصلاح و شیعہ و اثنا عشری وغیرہ کی کارروائیان۔ کہ النجم کے مقابلہ مین کیسی کیسی حرکتین یہ لوگ کر رہے ہین۔ ان حرکتون سے صاف ظاہر ہی کہ یہ لوگ اپنے مذہب کے باطل ہونے کا یقین کامل رکھتے ہین۔ جو شخص نادانستہ باطل مین مبتلا ہو وہ ایسی حرکتین نہین کر سکتا۔

ایڈیٹر شیعہ نے خود ایک مرتبہ ایڈیٹر صاحب النجم کو مناظرے کی دعوت دی۔ کھجوے بلایا۔ جب وہ راضی ہوے تو فرار کر گیا۔

اثنا عشری نے خود ہی بحث تحریف پر مضمون لکھا اور کس دلیری کے ساتھ لکھدیا کہ شیعون کے یہان تحریف کی ایک روایت بھی نہین۔ جب النجم کیطرف سے جواب دیا گیا۔ تو روپوش ہو گیا

ایڈیٹر شیعہ و اصلاح نے کتنے جھوٹے فرضی واقعات سُنی کے شیعہ ہو جانیکے لکھے، مگر ثبوت ایک کا بھی نہ دے سکے۔ بلکہ بعض واقعات مین ان کا دروغگو ہونا بالکل کھُل گیا۔

(۶) شیعون کے مولویون اور مجتہدون کی کارروائیان کہ اپنے معتقدون کے سامنے اناپ شناپ ہانکنے کے لیے بڑے مرد ہین۔ مگر کسی سُنّی مولوی کے سامنے ایک حرف بھی زبان سے نکالتے ڈرتے ہین۔ صدہا مرتبہ تحریراً تقریراً اُنکو سنیون کی طرف سے خاص شہر لکھنؤ مین اعلان دیا گیا کہ اگر تملوگون کو اپنے مذہب کی حقیت کا ذرہ برابر بھی وہم و گمان ہو تو آؤ مناظرہ کرلو مگر کسی کو ہمت نہ ہوئی۔ اس سے صاف ظاہر ہی کہ کہ وہ لوگ خود بھی اپنے مذہب کے حق ہونیکا یقین نہین رکھتے۔ بلکہ یقین کے ساتھ جانتے ہین کہ مناظرہ مین مغلوبیت کے سوا کچھ نہ حاصل ہوگا۔

(۷) مناظرۂ جدید لکھنؤ۔ جسمین ثابت ہو گیا کہ شیعون کا ایمان قرآن مجید پر نہ ہی نہ ہوسکتا ہی۔

منجملہ بہت سے واقعات کے مختصراً یہ چند واقعات مین نے ذکر کیے۔ جنسے میرا یقین کامل ہوگیا اور مین بالاعلان سنی ہوگیا۔ لیکن مین اب بھی یہ اعلان دیتا ہون کہ اگر کسی سنی عالم کے مواجہہ مین کوئی شیعہ انکا معقول جواب دیدے تو مین پھر اپنے قدیم آبائی مذہب شیعہ کی کی طرف رجوع کرونگا۔ بلکہ اپنے ساتھ کئی سنیون کو بھی شیعی بناؤنگا۔ وہ سوالات حسب ذیل ہین۔

سوال اول۔ کیا شیعونکا ایمان قرآن شریف پر ہے۔ یا ہوسکتا ہی؟ جواب موافق اصول شیعہ ہونا چاہیے

سوال دوم شیعہ اہل بیت رسول کی محبت و پیروی کا دعویٰ کرتے ہین۔ کیا وہ بتا سکتے ہین کہ اہل بیت رسول کون لوگ ہین؟۔

سوال سوم۔ کیا شیعہ اُن بارہ اشخاص کا مذہب بتا سکتے ہین۔ جنکو وہ فرضی طور پر اپنا امام کہتے ہین اور انکو معصوم و مفترض الطاعۃ بیان کرتے ہین۔

مجھے کامل طور پر تحقیق ہوگیا کہ ان تینون سوالونکا جواب شیعون کے اولین و آخرین سب مل کر بھی نہین دے سکتے۔ کوئی شیعہ نہین ثابت کرسکتا کہ شیعونکا ایمان قرآن پاک پر ہی یا ہوسکتا ہی۔ کوئی شیعہ نہین بتا سکتا۔ کہ اہل بیت رسول کون لوگ ہین۔ کوئی شیعہ نہین بتا سکتا کہ اُن بارہ اشخاص کا مذہب کیا تھا؟ جنکو وہ امام معصوم کہتے ہین۔ آیا وہ فی الواقع سُنّی تھے یا شیعہ تھے یا خارجی تھے یا عیسائی تھے۔ یا یہودی تھے آخر اُنکا اصلی مذہب کیا تھا۔ فقط

راقم۔ خاکپائے اہل سنت احمد حسین خان لکھنوے

فہرست وصولی و واپسی ویلو بابت سالانہ چندہ النجم

گذشتہ نمبر مین (۴۸) نام وصولی مین اور (۳۷) نام واپسی مین ناظرین کے ملاحظہ سے گذرے ہون گے اور آج کی فہرست مین (۱۳۹) نام وصولی کے اور (۱۵۶) نام واپسی کے اور درج کیے جاتے ہین - کل میزان وصولی کے نامون کی (۱۸۷) ہوئی - اور واپسی کے نامون کی (۱۹۳) ہوئی -

نامون مین پورا پتہ درج نہین ہے - لیکن اگر کوئی باا ثر ہمدرد النجم اپنے یہان کی واپسی کے پورے پتے طلب فرمائین گے تو انشاء اللہ تعالی بھیجدیے جائین گے -

فہرست وصولی: - (۱) مولوی فیض الرحمن صاحب پورنیہ ۴۶۸ (۲) ناظم علیصاحب فیض آباد ۵۷۷ (۳) ناظم علیصاحب بہرائچ ۱۳۸۳
(۴) عبید اللہ صاحب دربھنگہ ۱۵۲۷ (۵) غازی خانصاحب اٹک ۷۳۹ (۶) نور محمد صاحب برھما ۱۰۵۳ (۷) لیاقت حسین صاحب گورکھپور ۱۶۱۱
(۸) افتخار احمد صاحب سلطانپور ۱۲۶۱ (۹) احمد حسین خانصاحب گورکھپور ۱۶۹۵ (۱۰) عبد الغفار صاحب الہ آباد ۱۱۶۳ (۱۱) مبارک علی صاحب کلکتہ ۱۸۳۴
(۱۲) مولوی محمد حسین صاحب بہرائچ ۱۸۳۴ (۱۳) مولوی عبد الرحمن صاحب گونڈہ ۱۲۸۶ (۱۴) ضیاء الحق صاحب فیروزپور ۱۸۲۵ (۱۵) مظفر حسین صاحب کلکتہ ۱۸۵۲
(۱۶) احسان علیصاحب بارہ بنکی ۱۲۳۹ (۱۷) مصطفے خانصاحب فرخ آباد ۱۶۶۴ (۱۸) شاہ مقصود صاحب مظفرپور ۱۴۸۵ (۱۹) عبد القادر خانصاحب کاٹھیاوار ۳۳۴
(۲۰) مرزا عزیز بیگ صاحب سہارنپور ۱۶۸۷ (۲۱) ناظم علی صاحب بہرائچ ۱۱۱۸ (۲۲) شاہ محمد صدیق صاحب سہارنپور ۱۶۸۸ (۲۳) عبد الخالق صاحب بمبئی ۱۶۳۳
(۲۴) عبد الغنی صاحب بنارس ۱۱۹۴ (۲۵) محمد شفیع صاحب فیض آباد ۹۵۲ (۲۶) احمد حسین صاحب کانپور ۱۶۵۹ (۲۷) محبوب علی صاحب بھاگلپور ۱۴۵۷
(۲۸) محمد قادر صاحب مدراس ۲۸۳ (۲۹) مٹن صاحب بنارس ۱۸۵۹ (۳۰) محمد قائم صاحب پٹنہ ۱۱۳۶ (۳۱) طالب الحق صاحب دکن ۴۴۴
(۳۲) نواب محمد حسن صاحب لکھنؤ ۱۸۳۹ (۳۳) غلام رسول صاحب گورگاؤن ۱۶۴۴ (۳۴) غوث پیران صاحب بمبئی ۹۸۱ (۳۵) دین محمد صاحب ہردوئی
(۳۶) مصطفے علیخانصاحب رامپور ۱۶۱۳ (۳۷) فتح محمد صاحب بمبئی ۹۸۵ (۳۸) ناصر حسین صاحب کلکتہ ۱۶۴۴ (۳۹) محمد حسن صاحب رای بریلی ۱۶۴۵
(۴۰) مولوی عبد الرؤف صاحب کلکتہ ۱۸۶۱ (۴۱) بدر الدین صاحب پٹنہ ۱۸۶۰ (۴۲) ضیاء الدین صاحب بھوپال ۱۸۶۴ (۴۳) مولوی ابو الفیض صاحب بھادوہ ۱۳۷
(۴۴) محمد عبد القیوم صاحب ٹمیٹہ ۱۶۶۱ (۴۵) محمد یسین صاحب سلطان پور ۱۹۳۰ (۴۶) تصدق حسین صاحب چھپرا ۱۸۴۵ (۴۷) عبد الحمید صاحب پٹنہ ۱۲۵۳
(۴۸) عبد الرحمن صاحب بارہ بنکی ۱۳۰۰ (۴۹) تجمل حسین صاحب بارہ بنکی ۱۴۰۵ (۵۰) داؤد احمد صاحب بھوپال ۱۳۶۸ (۵۱) محمد اسحاق صاحب بارہ بنکی ۸۱۳
(۵۲) فیروز الدین صاحب بہرائچ ۷۵۴ (۵۳) نور محمد صاحب کھیری ۱۰۹۲ (۵۴) محمد الیاس صاحب سہارنپور ۱۰۵۸ (۵۵) یوسف علیخانصاحب مدراس ۱۵۱۷

(۵۶) نقی میاں بریلی [۱۲۵۷] (۵۷) حسن میاں پٹنہ [۱۲۲۵] (۵۸) محی الدین صاحب حیدرآباد [۱۰۷۳] (۵۹) فتح محمد صاحب بمبئی [۱۵۵۴]

(۶۰) حمید الدین صاحب پٹنہ [۱۸۱۵] (۶۱) محمد خانصاحب چمپارن [۱۴۷۴] (۶۲) عبدالغفور صاحب مونگیر [۱۴۱۲] (۶۳) فدا حسین صاحب لکھنؤ [۱۲۲۳]

(۶۴) مولا بخش صاحب رائے بریلی [۸۰۷] (۶۵) اسد علی صاحب بہرائچ [۱۰۲۴] (۶۶) ارتضی خانصاحب گونڈہ [۹۰۱] (۶۷) عبدالغفار صاحب بہرائچ [۱۷۵۸]

(۶۸) محمد عمر صاحب الہ آباد [۱۲۲۶] (۶۹) عبدالحمید خانصاحب علوپور [۱۷۹۹] (۷۰) ولی محمد صاحب لودھیانہ (۷۱) مصطفیٰ حسین صاحب رائے بریلی

(۷۲) سید قاسم صاحب مدراس [۱۸۶۵] (۷۳) سکندر زمان صاحب بستی [۱۲۰۰] (۷۴) عبدالغفار صاحب فیض آباد (۷۵) فدا حسین صاحب اٹہ [۸۲۵]

(۷۶) حفیظ اللہ صاحب دکن [۱۴۳۶] (۷۷) قیام الدین صاحب کھیری [۱۲۹۷] (۷۸) محمود علی صاحب متھرا [۱۶۸۰] (۷۹) کریم الدین صاحب ناسک

(۸۰) عبدالغنی صاحب پٹنہ [۱۶۹۷] (۸۱) عبدالرحمن صاحب من سنگھ [۱۱۱] (۸۲) رستم خانصاحب بہرائچ [۸۷۹] (۸۳) حسن الدین صاحب باندہ [۱۶۸۱]

(۸۴) جعفر حسین صاحب بہرائچ [۱۱۳۷] (۸۵) فتح اللہ صاحب دہلی [۱۸۲۹] (۸۶) سید ننھو میاں کاٹھیاوار [۱۸۰۱] (۸۷) اکرام الدین احمد صاحب پٹنہ [۱۸۱۴]

(۸۸) مشتاق علی صاحب سیتاپور [۱۸۵۵] (۸۹) سراج الدین صاحب فتح پور (۹۰) عظم الدین صاحب بھوپال [۱۲۴۲] (۹۱) میر احمد حسین صاحب ڈیرہ دون [۱۵۳۴]

(۹۲) اختر حسین صاحب پٹنہ [۱۱۱۷] (۹۳) ابوالقاسم صاحب بنارس [۱۵۳۹] (۹۴) عبدالحلیم صاحب گورکھپور [۱۶۶۳] (۹۵) محمد اکرام صاحب گیا [۱۶۰۴]

(۹۶) محمد عوض صاحب ہردوئی [۹۱۴] (۹۷) نورالدین صاحب بمبئی [۱۳۲۹] (۹۸) دادا صاحب بمبئی [۹۵۰] (۹۹) فخرالدین صاحب فتحپور [۱۴۷۷]

(۱۰۰) محمد ظہور احمد صاحب سیتاپور [۸۴۲] (۱۰۱) ابوالقاسم صاحب دکن [۲۲۵] (۱۰۲) عبدالغنی صاحب سلطانپور [۱۸۵۷] (۱۰۳) الطاف حسین صاحب جاورہ [۱۶۰۱]

(۱۰۴) حبیب حسن صاحب پٹنہ [۵۲۱] (۱۰۵) محمد ولی خانصاحب شاہجہانپور [۱۵۱۵] (۱۰۶) حامد حسین صاحب پٹنہ [۱۵۲۱] (۱۰۷) رفیع الدین صاحب فرخ آباد [۷۲۱]

(۱۰۸) غیاث الدین صاحب لکھنؤ (۱۰۹) محمد ابراہیم صاحب بمبئی [۱۲۷۴] (۱۱۰) اصغر علی صاحب جونپور [۱۶۲۰] (۱۱۱) مظفر نبی صاحب ٹیٹ [۱۶۲۲]

(۱۱۲) دلدار علی صاحب باندہ [۱۲۰۹] (۱۱۳) جہان بیگ صاحب گونڈہ [۱۲۵۱] (۱۱۴) عبدالغفور صاحب بہرائچ [۱۶۵۷] (۱۱۵) عبدالرحمن خانصاحب سیتاپور [۱۵۶۱]

(۱۱۶) فقیر بخش صاحب سندھ [۱۴۴۰] (۱۱۷) عبدالغفور صاحب انت پور [۱۳۵۲] (۱۱۸) مکرم علی صاحب دکن [۲۲۰۱] (۱۱۹) مولوی عبداللہ خانصاحب ٹونک [۸۱۱]

(۱۲۰) محمد وسیع صاحب بنارس [۱۱۹۳] (۱۲۱) بدھو میاں بہرائچ [۱۶۰۰] (۱۲۲) محمد قاسم صاحب بارہ بنکی [۱۶۱۶] (۱۲۳) عبداللہ صاحب گیا [۱۱۷۹]

(۱۲۴) مولا بخش صاحب سیتاپور [۹۴۷] (۱۲۵) ایس-ایم-حمید صاحب چھپرا [۷۹۱] (۱۲۶) امیر احمد صاحب سہارنپور [۹۰۳] (۱۲۷) عبدالرزاق صاحب احمدپور [۱۱۲۸]

(۱۲۸) قدیر احمد صاحب لکھنؤ (۱۲۹) کفایت اللہ صاحب بھاگلپور [۱۴۹۶] (۱۳۰) نذیر احمد صاحب بریلی [۱۴۲۰] (۱۳۱) عظم الدین حسین صاحب اورنگ آباد [۷۷۴]

(۱۳۲) چراغ علی صاحب پورنیہ [۱۴۴۷] (۱۳۳) شمشیر علی صاحب پورنیہ [۱۱۲۳] (۱۳۴) فضل احمد صاحب پنجاب [۸۴۳] (۱۳۵) عبدالغفار خانصاحب ناگپور [۸۱۲]

(۱۳۶) عبدالواحد صاحب فرخ آباد [۱۵۴۲] (۱۳۷) احمد حسین صاحب رائے بریلی [۱۰۱۲] (۱۳۸) مخدوم احمد صاحب فیض آباد [۱۶۰۲] (۱۳۹) مولوی وحید صاحب چھپرا [۱۵۸۹]

فہرست واپسی:- (۱) مظفر امام صاحب بستی ۱۸۰۰ (۲) ابوالحسن صاحب رائے بریلی ۱۳۳۱ (۳) شاہ مصطفےٰ صاحب حیدرآباد ۱۳۲۷
(۴) عزیز محمد صاحب پنجاب ۱۷۷۵ (۵) احمد حسین صاحب حیدرآباد ۱۷۶۹ (۶) شاہ وکیل احمد صاحب چھپرا ۱۵۰۷ (۷) عبدالقیوم صاحب فرخ آباد ۷۱۶
(۸) رامانند صاحب انبالہ ۱۸۴۰ (۹) منظور علی صاحب علیگڑھ ۱۳۸۸ (۱۰) نظام علی صاحب مرزاپور ۱۷۶۶ (۱۱) نورالحسن صاحب مظفرنگر ۱۷۶۲
(۱۲) نور محمد صاحب پورنیہ ۱۳۹۴ (۱۳) وزیر خاں صاحب رائے بریلی ۱۶۵۹ (۱۴) عبداللطیف صاحب بمبئی ۹۶۸ (۱۵) چھوٹے خاں صاحب دکن ۱۳۳۳
(۱۶) رحمت اللہ صاحب مونگیر ۱۳۲۵ (۱۷) عبدالعزیز صاحب ڈھاکہ ۱۳۵۸ (۱۸) عنایت علی صاحب مظفرنگر ۱۵۱۹ (۱۹) کریم بیگ صاحب ٹیرون ۶۵۵
(۲۰) زین العابدین صاحب مونگیر ۱۲۵۸ (۲۱) محمد مہدی صاحب بمبئی ۱۴۴۱ (۲۰) شمس الدین صاحب پنجاب ۱۳۱۳ (۲۱) عبدالحکیم صاحب بدایون ۱۸۲۷
(۲۲) محمد خاں صاحب سہارنپور ۱۸۴۶ (۲۳) شفیق الزمان صاحب بارہ بنکی ۹۱۶ (۲۴) حاجی ابراہیم صاحب بمبئی ۱۲۵۶ (۲۵) محمد غالب صاحب ناگپور ۱۴۹۱
(۲۶) محمد یوسف صاحب میرٹھ ۱۶۹۴ (۲۷) عزیزالرحمن صاحب پٹنہ ۱۰۵۴ (۲۸) عبدالحق صاحب بھاگلپور ۱۴۸۸ (۲۹) محمد حسین صاحب بھوپال ۱۱۴۷
(۳۰) حبیب الحق صاحب گورکھپور ۱۴۲۴ (۳۱) حاجی محمد کبیر صاحب چھپرا (۳۲) محمد قاسم صاحب پٹنہ ۱۶۶۷ (۳۳) سکریٹری صاحب علیگڑھ ۱۶۵۰
(۳۴) محمد ابراہیم صاحب دربھنگہ ۱۵۱۲ (۳۵) محمد الطاف حسین خاں صاحب باندہ ۱۵۴۴ (۳۶) عبدالرحمن صاحب رائے بریلی ۱۳۵۶ (۳۷) حافظ احمد صاحب فیض آباد ۱۵۴۲
(۳۸) امیر حسن صاحب فیض آباد ۹۶۳ (۳۹) حبیبیہ لائبریری احاطہ بمبئی ۱۱۰۵ (۴۰) عبدالحمید صاحب بمبئی ۷۹۴ (۴۱) اکرام الٰہی صاحب فیض آباد
(۴۲) ادریس خاں صاحب بدایون ۱۲۰۴ (۴۳) بہاءالدین صاحب سیتاپور ۹۱۹ (۴۴) سلیمان صاحب رائے بریلی (۴۵) عاشق علی صاحب لکھنؤ ۱۰۴۲
(۴۶) محمد قاسم صاحب بجنور ۱۴۱۹ (۴۷) محمد عمر صاحب رائے بریلی ۱۴۷۶ (۴۸) سندھی خاں ہوشیارپور ۵۵۹ (۴۹) عبدالحمید صاحب غازیپور ۱۰۴۹
(۵۰) محمد یامین صاحب مفصوری (۵۱) فضل الرحمن صاحب فتحگڑھ ۱۰۶۱ (۵۲) اسد اللہ صاحب سندھ ۹۶۲ (۵۳) بشیر احمد خاں صاحب فیض آباد ۸۲۴
(۵۴) مہدی حسن صاحب گیا ۱۳۰۵ (۵۵) محمد صدیق صاحب سندھ ۱۳۸۹ (۵۶) محمد یوسف صاحب غازیپور ۱۰۶۵ (۵۷) قدیر احمد صاحب مفصوری ۱۰۳۳
(۵۸) یوسف خاں صاحب سیتاپور ۱۵۰۵ (۵۹) نبی احمد صاحب الٰہ آباد ۱۳۳۵ (۶۰) ابرار حسین صاحب شاہجہانپور ۱۳۰۶ (۶۱) عبدالجبار خاں رائے بریلی ۱۶۶۲
(۶۲) احمد حسین صاحب فیض آباد ۱۶۲۴ (۶۳) اظہار حسین صاحب پٹنہ ۱۱۹۸ (۶۴) فضل الرحمن صاحب مظفرپور ۱۴۱۰ (۶۵) محمد اسمٰعیل صاحب سہارنپور ۱۳۱۷
(۶۶) عبدالستار خاں صاحب لکھنؤ۔ (۶۷) عبدالغنی صاحب لکھنؤ (۶۸) علاءالدین صاحب لکھنؤ (۶۹) اعجاز حسین صاحب۔ لکھنؤ
(۷۰) ولی اللہ خاں صاحب پٹنہ ۱۴۸۹ (۷۱) محمد یحییٰ صاحب مونگیر ۱۶۱۵ (۷۲) ثناءالحق صاحب بستی ۱۲۰۲ (۷۳) سراج الدین صاحب۔ لکھنؤ ۱۵۷۷
(۷۴) کریم بخش صاحب نانپارہ ۷۲۰ (۷۵) امام الدین صاحب بنارس ۱۲۵۴ (۷۶) عبدالرؤف صاحب گونڈہ ۱۲۹۲ (۷۷) محمد لطیف صاحب بمبئی ۱۰۰۶
(۷۸) اصغر حسین ڈیرہ دون ۱۳۰۱ (۷۹) محمد ہاشم صاحب رائے بریلی ۱۴۹ (۸۰) محمد صاحب بمبئی ۱۳۲۱ (۸۱) وزیرالدین صاحب سیتاپور ۱۱۸۲

(۸۲) محمود علیصاحب پٹنہ ۱۴۸۶ (۸۳) ہدایت حسین صاحب کلکتہ ۵۳۵ (۸۴) وزیر احمد صاحب فیض آباد ۱۳۵۹ (۸۵) عبد الستار صاحب مدراس ۱۳۵۷

(۸۶) محمد اسمٰعیل صاحب پورنیہ ۱۲۶۹ (۸۷) عابد علیصاحب بھوپال ۱۱۸۷ (۸۸) ظہیر الدین صاحب مونگیر ۱۴۴۷ (۸۹) امیر الحسن صاحب۔ دربھنگہ ۱۵۳۰

(۹۰) ابن الحسن صاحب اناؤ (۹۱) حافظ احمد خانصاحب۔ بمبئی (۹۲) محمد اسحاق صاحب فرخ آباد (۹۳) غلام محی الدین صاحب بہرائچ

(۹۴) غلام مولیٰ صاحب بھاگلپور ۸۰۰ (۹۵) ابراہیم حسین دربھنگہ ۱۳۷۲ (۹۶) سخاوت حسین بھاگلپور ۸۴ (۹۷) عبد الصمد صاحب گورکھپور ۱۴۷۵

(۹۸) افتخار احمد صاحب لکھنؤ ۱۴۰۰ (۸۹) کریم بخش صاحب بھاگلپور ۱۳۹۰ (۹۰) اصغر حسین صاحب فرخ آباد ۱۲۴۶ (۹۱) عبد الحمید صاحب بمبئی ۱۲۲۲

(۹۲) الٰہی بخش صاحب اعظم گڑھ ۱۴۱۵ (۹۳) عبد اللہ صاحب فیض آباد ۱۴۹۹ (۹۴) کریم الدین صاحب۔ دکن ۱۲۶۲ (۹۵) محمد حسن صاحب۔ فرخ آباد ۷۲۹

(۹۶) احمد حسین صاحب بستی ۱۳۷۳ (۹۷) علاء الدین صاحب بمبئی ۱۴۶۶ (۹۸) ذوق علیصاحب گونڈہ ۱۲۴۰ (۹۹) رونق علیصاحب مظفرنگر ۱۲۵۱

(۱۰۰) فضل الرحمن صاحب پٹنہ ۱۶۲۱ (۱۰۱) غلام رسول صاحب لدھیانہ ۱۲۱۹ (۱۰۲) امراؤ صاحب برا ۱۴۴۸ (۱۰۳) اشفاق علیصاحب۔ بجنور ۱۴۷۸

(۱۰۴) راحت حسین صاحب گیا ۱۱۹۵ (۱۰۵) مرزا عبد اللہ صاحب سوتی ۱۵۰۹ (۱۰۶) لئیق احمد صاحب لکھنؤ ۱۴۸۱ (۱۰۷) عبد المجید صاحب مظفرپور ۱۵۲۲

(۱۰۸) شبیر احمد صاحب میرٹھ (۱۰۹) سعید الدین صاحب اکبرآباد ۱۷۵۴ (۱۱۰) معصوم علیصاحب۔ اناؤ ۱۳۰ (۱۱۱) محمد اشرف صاحب بھرت پور ۱۸۵۶

(۱۱۲) الٰہی بخش صاحب جونپور ۱۴۴۹ (۱۱۳) صادق علی صاحب سلطانپور ۱۰۶۲ (۱۱۴) اشرف حسین صاحب سلطانپور ۹۰۳ (۱۱۵) گلاب الدین صاحب سیالکوٹ ۱۴۹۶

(۱۱۶) یوسف علیصاحب ہردوئی ۱۱۵۱ (۱۱۷) عبد الحفیظ خانصاحب۔ دکن ۸۸۹ (۱۱۸) غلام علی بیگ صاحب۔ دکن ۱۰۵۲ (۱۱۹) عبد اللہ صاحب ملیبار ۱۳۵۴

(۱۲۰) جمال اللہ صاحب گیا ۹۰۴ (۱۲۱) ممتاز حسین صاحب ہردوئی ۱۸۸۵ (۱۲۲) واجد علیخان صاحب سیتاپور ۱۵۶۰ (۱۲۳) ہردل عزیز فرخ آباد ۱۸۳۶

(۱۲۴) کرم حسین صاحب الور ۱۴۹۷ (۱۲۵) فخر الدین صاحب کھیری ۱۶۲۵ (۱۲۶) محمد حسین صاحب۔ ایٹہ ۱۸۲۸ (۱۲۷) شکر اللہ صاحب فیض آباد ۱۴۰۶

(۱۲۸) فیاض الدین صاحب دکن ۱۸۱۳ (۱۲۹) ضمیر خانصاحب۔ مالوہ ۱۴۴۴ (۱۳۰) حیدر حسین صاحب۔ جونپور ۱۱۴۶ (۱۳۱) عبد الغفور صاحب سلطانپور ۱۵۰۳

(۱۳۲) محمد ادریس صاحب کھیری ۱۶۳۴ (۱۳۳) مسیح الدین صاحب الہ آباد ۸۸۴ (۱۳۴) نعیم الحق صاحب۔ گیا ۱۴۰۱ (۱۳۵) تصدق حسین صاحب جھانسی ۱۵۱۱

(۱۳۶) محمد اسحاق خانصاحب بارہ بنکی ۱۶۶۸ (۱۳۷) شرف الدین صاحب۔ دکن ۱۸۳۱ (۱۳۸) اجیر اللہ صاحب فیض آباد ۹۱۲ (۱۳۹) مختار احمد صاحب بستی ۸۳۵

(۱۴۰) عبد الصمد صاحب مونگیر ۱۴۶۲ (۱۴۱) کریم بخش صاحب بارہ بنکی ۱۶۵۸ (۱۴۲) منظور عالم صاحب بھاگلپور ۱۴۴۲ (۱۴۳) میر عثمان صاحب۔ مونگیر ۱۳۳۹

(۱۴۴) محی الدین صاحب مظفرپور ۱۴۹۰ (۱۴۵) محمد ابراہیم صاحب۔ پنجاب ۱۲۹۴ (۱۴۶) محمد امین صاحب۔ شملہ ۱۴۷۶ (۱۴۷) محمد علی صاحب اعظم گڑھ ۶۲۲

(۱۴۸) محمد شاہ صاحب سندھ ۱۷۹۴ (۱۴۹) محمد حنیف صاحب چھپرا ۱۳۷۷ (۱۵۰) عبد الغفور صاحب بھاگلپور ۱۲۰۸ (۱۵۱) حبیب اللہ صاحب۔ کھیری ۱۵۸۴

(۱۵۲) صالح شاہ صاحب بیرس ۱۴۹۳ (۱۵۳) عبد الحق صاحب بستی ۱۲۵۲ (۱۵۴) عبد القیوم صاحب کلکتہ ۱۲۷۱ (۱۵۶) محمد سعید خانصاحب چپارن ۱۵۵۶

بعضها علی بعض ولاجله جاز العمل بشئی منها دون جمیعها وانا ابین ذلک علی غایة من الاختصار اذ شرح ذلک لیس هذا موضعه

وهو مذکور فی الکتب المصنفة فی اصول الفقه المعمولة فی هذا الکتاب واعلم ان الاخبار علی ضربین متواتر وغیر متواتر فالمتواتر منه ما اوجب العلم فما هذا سبیله یجب العمل به من غیر توقع شئی ینضاف الیه ولا امر یقوی به ولا یرجح به علی غیره وما یجری هذا المجری لا یقع فیه التعارض ولا التضاد فی اخبار النبی صلی الله علیه وآله والائمة علیهم السلام وما لیس بمتواتر علی ضربین فضرب منه یوجب العلم ایضا وهو کل خبر تقترن الیه قرینة توجب العلم وما یجری هذا المجری یجب ایضا العمل به وهو لاحق بالقسم الاول

یعنی بعض حدیث کو بعض پر۔ اور اسی وجہ سے بعض حدیثون پر عمل جائز ہے سب پر جائز نہین اور مین اس کو (کہ کس حدیث پر عمل جائز ہے کس پر نہین) نہایت اختصار کے ساتھ بیان کردون گا کیونکہ اس کی تفصیل کا یہ موقع نہین نیز تفصیل اس کی اصول فقہ کی کتابون مین جو خاص اسی مقصد کے لیے بنائی گئی ہین مذکور ہے۔

واضح رہے کہ روایتین دو قسم کی ہین۔ متواتر اور غیر متواتر۔ متواتر وہ روایت ہے جو موجب یقین ہو۔ پس جو روایت ایسی ہو اس پر عمل ضروری ہے بغیر کسی چیز کے انتظار کے جو اُس کے ساتھ ملے یا اُس کو قوت دے یا اُس کو ترجیح دے۔ اور جو روایتین ایسی (یعنی متواتر) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ اور ائمہ علیہم السلام سے منقول ہوتی ہین۔ اُنمین باہم تعارض اور تضاد[1] نہین ہوتا۔ اور جو روایت متواترہ نہو اُسکی دو قسمین ہین ایک قسم اُنکی بھی مفید علم ہوتی ہے اور وہ کل ایسی روایتین ہین جنکے ساتھ کوئی قرینہ مفید علم ملجائے اس قسم پر عمل واجب ہے اور وہ قسم اول کے حکم مین ہے اور قرینہ کئی قسم کا ہوتا ہے۔ اُن مین سے (پہلی قسم) یہ ہے کہ وہ روایتین دلائل عقلیہ[2] اور اُن کے مقتضا کے موافق ہون۔ اور اُن مین سے (دوسری قسم) یہ ہے کہ وہ روایتین عبارت قران کے مطابق ہون۔ خواہ ظاہر عبارت کے خواہ اس کے دلیل خطاب کے

[1] اگر مطلق تعارض کی نفی مراد ہے جیسا کہ ظاہر عبارت سے مفہوم ہوتا ہے تو یہ کلام محل نظر ہے کیونکہ ائمہ کی احادیث مین بوجہ تقیہ کے تعارض و تضاد کا ہونا متواترات مذہب شیعہ سے ہے۔

[2] شیعون کو چاہیے کہ اس عبارت کو بغور دیکھین اور اہل سنت پر قیاس کے حجت شرعیہ ماننے کے باعث سے جو اعتراضات کرتے ہین۔ چھوڑ دین۔ قیاس اور عقل دونون کا مآل ایک ہے۔ بلکہ اہل سنت اور شیعہ مین فرق یہ ہے کہ اہل سنت حدیث کو گو خبر واحد ہو) دلیل عقلی پر مقدم سمجھتے ہین۔ اور شیعہ دلیل عقلی کو حدیث خبر واحد پر مقدم کرتے ہین۔ جیسا کہ مصنف کے کلام سے ظاہر ہے ۱۲

والقرائن اشیاء منها ان تکون[1] مطابقة لادلة العقل ومقتضاه ومنها ان تکون[2] مطابقة لظاهر القرآن اما لظاهره او عمومه او دلیل خطابه

او فحواه فكل هذه القرائن توجب العلم وتخرج الخبر من حيز الاحاد وتدخله في باب المعلوم ومنها ان تكون مطابقة للسنة المقطوع بها اما صريحا او دليلا او فحوى او عموما ومنها ان تكون مطابقة لما اجمع المسلمون عليه ومنها ان تكون مطابقة لما اجمعت عليه الفرقة المحقة فان جميع هذه القرائن تخرج الخبر من حيز الاحاد وتدخله في باب المعلوم وتوجب العمل واما القسم الآخر فهو كل خبر لا يكون متواترا ويتعرى من واحد من هذه القرائن فان ذلك خبر واحد ويجوز العمل به على شروط فاذا كان خبرا لا يعارضه خبر آخر فان ذلك يجب العمل به لانه من الباب الذي عليه الاجماع في نقله الا ان تعرف فتاويهم بخلافه فيترك لاجلها العمل به وان كان هناك ما يعارضه فينبغي ان ينظر في المتعارضين فيعمل على اعدل الرواة في الطريقين وان كانا سواء في العدالة

خواہ اس کے فحوی کے - پس یہ سب قرائن موجب یقین ہوتے ہین اور روایت کو درجۂ احاد سے نکال کر یقینیات مین داخل کردیتے ہین - اور ان مین سے (تیسری قسم) یہ ہے کہ وہ روایتین مطابق سنت قطعی کے ہون خواہ صریح کے مطابق ہون خواہ دلیل کے خواہ فحوی کے خواہ عموم کے - اور ان مین سے (چوتھی قسم) یہ ہے کہ وہ روایتین مسلمانون[1] کے اجماعیات کے مطابق ہون - اور ان مین سے (پانچوین قسم) یہ ہے کہ فرقۂ محقّہ (یعنی امامیہ) کے اجماع کے مطابق ہو - یہ سب قرائن بھی روایت کو خبر احاد سے نکال کر یقینیات مین داخل کردیتے ہین - اور عمل ان پر ضروری ہوجاتا ہے - باقی رہی ایک اور قسم (یعنی چھٹی قسم) اور وہ کُل ایسی روایتین ہین جو تمام قرائن مذکورۂ بالا سے خالی ہون پس ایسی روایتین اخبار احاد ہین - اور اُن پر بچند شروط عمل جائز ہی - مثلاً جب کوئی اس قسم کی روایت اس کے معارض نہ ہو تو اُس پر عمل واجب ہی کیونکہ وہ اس قبیلہ سے ہے جسکی نقل پر اجماع ہوگیا ہی - ہان اگر علمای امامیہ کے فتوے اس روایت کے خلاف ہون تو اسکی وجہ سے اس پر عمل ترک کردیا جائے گا اور اگر اس روایت کی معارض کوئی دوسری روایت موجود ہو تو چاہیے کہ دونو متعارض روایتون پر غور کیا جائے اور دونون کی سندون مین سے جس سند کے راوی زیادہ عادل ہون اُس پر عمل کیا جائے - اور اگر دونون کے راوی عدالت مین برابر ہون

[1] مسلمانون سے مراد یہان سنی و شیعہ دونون ہین اس قرینہ سے کہ صرف شیعون کے اجماع کا ذکر آگے کیا ہی یہان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اجماع کی حجیت کا اضطراراً شیعون کو بھی اقرار ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سنیون کے شریک اجماع ہو جانے سے اجماع کی قوت بڑھ جاتی ہی اسی وجہ سے اجماعیات فریقین کو صرف شیعون کے اجماعیات پر مقدم کیا ہی ۱۲

عمل علی اکثر الرواۃ عدداً وان کانا متساویین فی العدالۃ والعدد وہما عاریان من جمیع القرائن التی ذکرناہا فان کان متی

تو جس کے راوی شمار[1] مین زیادہ ہون اُس پر عمل کیا جائے۔ اور اگر دونون کے راوی عدالت
اور شمار مین برابر ہون اور وہ دونون روایتین قرائن مذکورہ سے خالی ہون۔ تو اگر وہ دونون
روایتین ایسی ہون کہ اگر ایک پر عمل کیا جائے تو دوسری پر بھی کسی نہ کسی قسم کی تاویل کے
ساتھ عمل ممکن ہو (اور اگر دوسری پر عمل کیا جاوے تو پہلی پر عمل کسی طرح ممکن ہی نہ ہو)
تو اسی (پہلی) پر عمل بہ نسبت اس دوسری حدیث کے اولی ہوگا جسپر عمل کرنے کے
بعد پہلی حدیث کو بالکل ترک کرنا پڑتا ہے کیونکہ اس پر عمل کرنے والا دونون حدیثون
پر عمل کرنے والا نہین ہو سکتا۔ اور اگر یہ دونون روایتین ایسی ہون کہ چاہے جسپر
عمل کیا جائے دوسری پر بھی عمل کسی نہ کسی تاویل کے ساتھ ممکن ہو۔ مگر ایک تاویل
ایسی ہو کہ کوئی روایت اس کی تائید کرتی ہو یا کسی طرح سے صراحۃً یا اشارۃً یا لفظاً
یا دلیلاً اس کی شہادت دیتی ہو اور دوسری تاویل ان باتون سے خالی ہو تو اسی
پہلی تاویل پر عمل زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس دوسری تاویل کے جس کی
کوئی روایت شہادت نہین دیتی۔ اور[2] اگر دونون تاویلون مین سے
کسی کی تائید دوسری روایت سے نہ ہوتی ہو تو عمل کرنے والا

[1] شمار کے زیادہ ہونے کا یہ مطلب نہین ہے کہ ایک کی سند مین دس راوی ہون اور دوسری کی سند مین بارہ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہر طبقہ مین راویون کی تعداد زیادہ ہو۔ ۱۲

[2] اصول کافی مین اور نیز دوسری کتب حدیث شیعہ مین ائمہ معصومین سے منقول ہے کہ ایک وجہ ترجیح یہ بھی ہے کہ ان دونون روایتون مین دیکھا جائے۔ جو روایت سنیون کے خلاف ہو اُسپر عمل کیا جائے کیونکہ اِن کی مخالفت ہی مین ہر طرح کی بہتری ہے" معلوم نہین مصنف نے اس وجہ ترجیح کو کیون ترک کر دیا۔

عمل باحد الخبرین
الکن العمل بالآخر علی
بعض الوجوہ وضرب
من التاویل کان
العمل بہ اولی من العمل
بالآخر الذی یحتاج
مع العمل بہ الی طرح
الخبر الآخر لانہ لا یکون
العامل بہ عاملاً بالخبرین
معاً واذا کان الخبران
یمکن العمل بکل واحد
منہما وحمل الآخر علی
بعض الوجوہ من
التاویل وکان لاحد
التاویلین خبر یعضدہ
او یشہد بہ علی
بعض الوجوہ صریحاً
او تلویحاً لفظاً او دلیلاً
وکان الآخر عاریاً

من ذلک کان العمل بہ اولی من العمل بما لا یشہد لہ شیء من الاخبار واذا لم یشہد لاحد التاویلین خبر آخر وکان متحاذیاً کان العامل

مخیرا فی العمل بایہما شاء و اذا لم یمکن العمل بواحد من الخبرین الا بعد طرح الآخر جملۃ لتضادہما و بعد التاویل بینہما کان العامل

ایضا مخیرا فی العمل بایہما شاء من جہۃ التسلیم و لا یکون العاملان بہما علی ہذا الوجہ اذا اختلفا و عمل علی کل واحد منہما علی خلاف ما عمل علیہ الآخر مخطیا و لا یتجاوز احد من الصواب اذ روی عنہم علیہم السلام قالوا اذا ورد علیکم حدیثان و لا تجدون ما ترجحون بہ احدہما علی الآخر مما ذکرناہ کنتم مخیرین فی العمل بہما و لانہ اذا ورد الخبران المتعارضان و لیس بین الطائفۃ اجماع علی صحۃ احد الخبرین لا علی ابطال الخبر الآخر

مختار ہے اِن دونون روایتون مین سے جس پر چاہے عمل کرے۔ اور اگر (وہ دونون روایتین ایسی ہون کہ) ان مین سے کسی ایک پر عمل ممکن ہو مگر بعد اس کے کہ دوسری روایت بالکل ترک کر دی جائے بوجہ اس کے کہ دونون مین تضاد ہو اور تطبیق دونون مین دشوار ہو تو عمل کرنے والا مختار ہے دونون مین سے جس پر چاہے بطور تسلیم[1] کے عمل کرے اور ان دونون حدیثون پر عمل کرنے والے جبکہ باہم مختلف ہون یعنی ایک شخص ایک حدیث پر عمل کرے اور دوسرا دوسری حدیث پر تو ان دونون مین سے کوئی خاطی نہ ہوگا اور کوئی حق سے متجاوز نہ ہوگا کیونکہ ائمہ علیہم السّلام سے مروی ہے کہ اُنھون نے فرمایا جب دو حدیثین تمھارے سامنے پیش کی جائین اور کوئی ایسی بات اُن باتون مین سے جو ہمنے ذکر کین تم کو نہ ملے جس سے تم ایک روایت کو دوسری روایت پر ترجیح دو تو تم کو دونون روایتون پر عمل کرنے کا اختیار ہے۔ اور (ایک وجہ یہ بھی ہے کہ) جب دو حدیثین متعارض ہین اور کسی ایک کے صحیح ہونے پر اور دوسری کے باطل ہونے پر اجماع طائفہ (امامیہ) کا نہ ہو تو گویا دونون کی صحت پر اجماع[2] ہے اور جبکہ دونون کی صحت پر اجماع ہو گیا تو دونون پر عمل جائز اور روا ہوگا۔

تم جب اس مذکورۂ بالا مضمون پر غور کروگے تو تمھین معلوم ہو جائے گا کہ

[1] یعنی جس حدیث پر عمل کرے اس کی مخالف حدیث کو قول امام مانے۔ یہ عجب لطیفہ ہے۔ ۱۲

[2] یہ نئے طریقہ کا اجماع ہے۔ اس کی حقیقت حضرات شیعہ ہی سمجھ سکتے ہین۔

فکانہ اجماع علی صحۃ الخبرین و اذا کان اجماعا علی صحتہما کان العمل بہما جائزا سائغا و انت اذا فکرت فی ہذہ الجملۃ وجدت

مضمون نگاری کے قواعد

[النجم کو بھی مضمون نگارون کی بہت ضرورت ہی مگر النجم کی مضمون نگاری کے لیے حسب ذیل قواعد کی پابندی ضروری
ہی بوجہ ان قواعد کی پابندی نہونے کے جن صاحب کا مضمون درج نہو وہ براہ کرم معاف فرمائین اور عدم اندراج
کی جوابدہی مین بھی دفتر کا عزیز وقت نہ ضایع ہونا چاہیے نہ مضمون کی واپسی کا صرف دفتر کے ذمہ رہنا چاہیے -

وہ قواعد یہ ہین

(۱) مضمون علمی یا مذہبی ہو - اور مضمون نگار اُس مبحث مین کافی واقفیت و مہارت رکھتا ہو -

(۲) جو مضامین فرق مخالفہ کے رد مین ہون اُنمین تحقیق و الزام دونون چیزون سے کام لیا گیا ہو اور الزام بہنا مخالف کے مذہب پر پوری اطلاع کا ثبوت ملے - تہذیب و متانت کا پورا لحاظ ہو گالیون کا جواب بھی دعا و ثنا کے ساتھ ہو - اور مضمون نگار اسکا بھی ملتزم ہو کہ مخالف کے جواب الجواب کا سلسلہ جب تک چلے اپنا قلم نہ روکے -

(۳) عبارت مین گنجلک اور طول بالکل نہو صاف سلیس اُردو ہو عربی فارسی کی عبارتین اگر منقول ہون تو اُن کا ترجمہ بھی حاشیہ پر ہو -

(۴) خط صاف ہو کہ پڑھنے والے کو کسی مقام پر اشتباہ نہ پیدا ہو -

(۵) مضمون النجم کے موجودہ پیمانہ پر آٹھ صفحہ سے زائد نہو کبھی کبھی کسی اشد ضروری مضمون کو سولہ صفحہ تک دیے جا سکتے ہین -

(۶) مضمون نگار صاحبان دفتر ہذا سے کسی صلہ و معاوضہ کے آرزومند نہ ہون - ان اجرھم الا علی اللہ -

(۷) جن صاحب کا مضمون پسند آجائیگا اور وہ ہر ماہ مین ایک مضمون دینے کا وعدہ کرینگے تو انکے نام النجم ہدیۃً جاری کر دیا جائیگا اور انعامی کتابین جو خریداران النجم کے لیے تجویز ہوا کرینگی انکو بھی ملتی رہینگی -

(۸) جو مضمون حسن و افادہ کی اس حد مین آجائیگا جس کا اعلان پشت صفحہ ہذا پر ہو اسکے لکھنے والے کو ہر فروخت کی قیمت کا خمس بذریعہ منی آڈر (نہ بہ نیت معاوضہ) بھیجدیا جایا کریگا -

(۹) اگر کسی صاحب کی نظر سے مخالف کا کوئی مضمون جو اسلام پر حملہ آور ہو گذرے اور وہ قابلیت یا فرصت نہ رکھتے ہون تو اس مضمون کو بعینہ یا اگر انگریزی زبان مین ہو تو مع ترجمہ کے دفتر ہذا مین بھیجدین -

(۱۰) ہر مضمون زائد از زائد ایک ماہ کے اندر ہی اندر اسکی ضرورت کو ملحوظ رکھکر شائع ہو جائیگا - اگر کوئی عائق قوی پیش آجائیگا تو مضمون نگار کو اطلاع دیجائیگی -

التماس ضروری

جسوقت سے النجم موجودہ پیمانہ پر آیا ہی تمام مضامین کی عمدگی
کا لحاظ پہلے سے بہت زیادہ کیا گیا ہی اور اُسکے لیے غیر معمولی اہتمام ہوا ہی۔ لہذا
جن ناظرین کو خدا نے کچھ مقدرت دی ہو اور وہ اپنے بھائیون کو علمی و مذہبی فوائد پہونچانا
چاہین اُنکی خدمت مین گذارش ہی کہ جب کوئی مضمون النجم کا حسن و خوبی کی اس حد تک
پہونچ جائے کہ عام طور پر لوگون کو اُس سے باخبر بنانا مفید سمجھا جائے تو آپ حضرات اس مضمون کی علحدہ
کاپیان بصورت رسالہ کے دفتر النجم سے خرید کر مواقع ضرورت مین مفت تقسیم کر دین ایسے مضامین کی بابت
اکثر و بیشتر خود ہی دفتر النجم سے ناظرین کی خدمت مین سفارش کر دی جایا کریگی ایسے مضامین کے
رسالے (بہ نیت مذکور خریدنے والون کو) فی روپیہ ۶۴ جز کے حساب سے دیے جایا کرینگے
کم از کم عہ کے اور زیادہ سے زیادہ جس قدر مطلوب ہون خرید کیجیے اور اپنے بھائیون مین
تقسیم کر دیجیے مگر جب ایسا ارادہ کسی مضمون کی نسبت ہو تو تاریخ اشاعت سے
دو ہفتہ کے اندر اندر جس قدر رسائل مطلوب ہون انکی قیمت
بذریعہ منی آڈر بھیجکر دفتر سے طلب کر لینا چاہیے۔

الملتمس

منیجر دفتر النجم۔ لکھنؤ پاٹانالہ